بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 9

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

9؍شعبان 1444 ہجری قمری ● 2؍امان 1402 ہجری شمسی ● 2؍مارچ 2023ء

ارشادباری تعالیٰ

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَۃً لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝

(الممتحنۃ: 6)

(ترجمہ) اے ہمارے ربّ! ہمیں اُن لوگوں کے لئے ابتلا نہ بنا جنہوں نے کفر کیا اور اَے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے یقیناً تُو کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24؍فروری 2023 کو مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

میں نے اپنے پُرزور نشانوں سے دکھایا ہے اور صاف صاف دکھایا ہے کہ زندہ برکات اور زندہ نشانات صرف اسلام کیلئے ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

دیکھو اور غور سے سنو! یہ صرف اسلام ہی ہے جو اپنے اندر برکات رکھتا ہے اور انسان کو مایوس اور نامراد ہونے نہیں دیتا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں اس کے برکات اور زندگی اور صداقت کیلئے نمونہ کے طور پر کھڑا ہوں۔ کوئی عیسائی نہیں جو یہ دکھا سکے کہ اس کا کوئی تعلق آسمان سے ہے۔ وہ نشانات جو ایمان کے نشان ہیں اور مومن عیسائی کیلئے مقرر ہیں کہ اگر پہاڑ کو کہیں تو جگہ سے ٹل جاوے۔ اب پہاڑ تو پہاڑ۔ کوئی عیسائی نہیں جو ایک الٹی ہوئی جوتی کو سیدھی کر دکھائے۔ مگر میں نے اپنے پُرزور نشانوں سے دکھایا ہے اور صاف صاف دکھایا ہے کہ زندہ برکات اور زندہ نشانات صرف اسلام کیلئے ہیں۔ میں نے بے شمار اشتہار دیئے ہیں اور ایک مرتبہ سولہ ہزار اشتہار شائع کئے۔ اب ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جھوٹے مقدمات کیے اور قتل کے الزام دیئے۔ اور اپنی طرف سے ہمارے ذلیل کرنے کے منصوبے گانٹھے، مگر عزیز خدا کا بندہ ذلیل کیونکر ہوسکتا ہے جس میں ان لوگوں نے ہماری ذلت چاہی۔ اسی ذلت سے ہمارے لئے عزت نکلی۔ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ (الجمعۃ: 5) دیکھو، اگر کلارک کا مقدمہ نہ ہوتا تو اِبراء کا الہام کیونکر پورا ہوتا۔ جو مقدمہ سے بھی پہلے سینکڑوں انسانوں میں شائع ہو چکا تھا۔ یہ اسلام ہی ہے جس کے ساتھ معجزات اور ثبوت ہیں۔ اسلام دوسرے چراغ کا محتاج نہیں، بلکہ خود ہی چراغ ہے۔ اور اس کے ثبوت ایسی اجلیٰ، بدیہیات ہیں کہ ان کا نمونہ کسی مذہب میں نہیں۔ غرض اسلام کی کوئی تعلیم ایسی نہ ہوگی جس کا نمونہ موجود نہ ہو۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 454، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

سب گناہ دراصل شرک ہی کی شاخیں ہیں

گناہ کا مرتکب انسان اسی لئے گناہ میں مبتلا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات پر کامل ایمان اور توکّل نہیں رکھتا

توحید کا مسئلہ نیکیوں کیلئے بطور ایک بیج کے ہے، تمام مذاہب اور تمام اخلاق اسی مرکز کے گرد چکر لگاتے ہیں

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 24 وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا (ترجمہ: تیرے ربّ نے (اس بات کا) تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور (نیز اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر یا ان دونوں پر جب کہ وہ تیرے پاس ہوں بڑھاپا آجائے تو انہیں (ان کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے) اُف تک نہ کہہ اور نہ انہیں جھڑک اور ان سے (شریفانہ طور پر) نرمی سے بات کر) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قرآن نے سب سے مقدم حکم توحید کے قیام اور شرک کے ردّ کا دیا ہے۔ جب دنیا میں حکومتیں ملتی ہیں تو ساتھ ہی توہم پرستی اور شرک بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جہاں ترقیات کی پیشگوئیاں کی وہاں آئندہ کے خطرات سے بھی بچنے کا حکم دیا اور ان سے آگاہ کر دیا۔ توحید کو اس لئے مقدم رکھا ہے کیونکہ کوئی گناہ بغیر شرک کے پیدا نہیں ہوتا۔

میرے نزدیک سب گناہ دراصل شرک ہی کی شاخیں ہیں۔ گناہ کا مرتکب انسان اسی لئے گناہ میں مبتلا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات پر کامل ایمان اور توکّل نہیں رکھتا۔ توحید کا مسئلہ نیکیوں کیلئے بطور ایک بیج کے ہے۔ تمام مذاہب اور تمام اخلاق اسی مرکز کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ اگر توحید کا عقیدہ نہ اختیار کیا جائے تو قانون قدرت اور قانون شریعت دونوں کی بنیاد ہل جاتی ہے قانون شریعت کا تعلق تو واضح ہی ہے۔ مگر قانون قدرت کی تمام ترقیات اور سائنس کی تمام تر بنیاد بھی توحید پر ہی ہے۔ کیونکہ اگر مختلف خدا مانے جائیں تو ان کے مختلف قانون ہونے چاہئیں یا پھر کم از کم اس میں مختلف تبدیلیاں ہوتی رہنی چاہئیں۔ اور اگر ایسا ہو یعنی ایک اٹل قانون اور ایک قائم سلسلہ قانون قدرت کا دنیا میں جاری نہ ہو، تو تمام علمی ترقیات یکدم بند ہو جائیں گی کیونکہ سائنس کی ترقی اور ایجادات کی وسعت کی بنیاد اسی پر ہے کہ دنیا میں ایک منظم اور نہ بدلنے والا قانون جاری رہے۔ اگر انسان کو یہ خیال ہو کہ عالم میں کوئی نظام نہیں، یا یہ کہ نظام بدلتا رہتا ہے تو وہ کبھی بھی قانون قدرت کی باریکیوں کے دریافت کرنے کی طرف توجہ نہیں کرسکتا۔

توحید پر یقین رکھنے کا حکم دینے کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف ہی توجہ دلاتے ہیں۔ وہ طبعی قانون کا ایک ایسا ظہور ہیں جو قانون شریعت کی طرف لے جاتا ہے۔ کیونکہ وہ مبدیٔ (پیدا کرنے والی ذات) پر دلالت کرتے ہیں۔ والدین کے ذریعہ سے پیدائش بتاتی ہے کہ انسان اتفاقی طور پر پیدا نہیں ہوگیا، اس سے پہلے کوئی اور تھا، اور اس سے پہلے کوئی اور۔ غرض ایک لمبا سلسلہ تھا، جس سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر شہادت ملتی ہے۔

بغیر تناسل کے اصول کے انسان کا ذہن مبدأ کی طرف جا ہی نہیں سکتا تھا۔ اگر یہ نظام نہ ہوتا تو انسان کو اس لمبی کڑی کی طرف کبھی توجہ ہی نہ ہوتی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سلسلہ تناسل یہ بھی بتاتا ہے کہ انسانی پیدائش کی غرض اور اسکا مقصد بہت بڑا ہے۔ پس توحید کے حکم کے بعد والدین کے متعلق احسان کا حکم دیا کیونکہ ایک احسان کی قدر دوسرے احسان کی قدر کی طرف توجہ کو پھراتی ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 320 تا 321، مطبوعہ قادیان 2010ء)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بدقسمت ہے وہ جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنّت میں داخل نہ ہوسکا

(394) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حُسنِ سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تیری ماں۔ پھر اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا۔ پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا۔ ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حُسنِ سلوک کا زیادہ مستحق ہے پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

(بخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبۃ و مسلم)

(395) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مٹی میں ملے اسکی ناک! مٹی میں ملے اسکی ناک (یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے) یعنی ایسا شخص قابلِ مذمّت اور بدقسمت ہے لوگوں نے عرض کیا حضور! کونسا شخص؟ آپؐ نے فرمایا: وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر انکی خدمت کر کے جنّت میں داخل نہ ہوسکا۔

(مسلم، کتاب البرّ والصلۃ، باب رغم انف مَن ادرک ابویہ)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین، مصنفہ مکرم ملک سیف الرحمن صاحب)

اس شمارہ میں

ناصرات الاحمدیہ نائیجیریا کی حضور انور سے آن لائن ملاقات

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 10؍فروری 2023ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

اختتامی خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یو.کے 2022

اعلان نکاح | نماز جنازہ حاضر وغائب

اعلان وصایا | خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

دراصل آپ لوگ ہی مہذب لوگ ہیں نہ وہ جو دہریہ ہیں یا جو کسی مذہب میں ایمان نہیں رکھتے
آپ کو خود کو کسی احساس کمتری میں مبتلا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے

اپنے آپ کو، اپنے سر، اپنی ٹھوڑی، اور اپنے سینے ڈھانک کر رکھنا چاہیے اور کھلے اور سادہ لباس کو پہننا چاہیے
لوگوں کو بتائیں کہ یہ اسلامی لباس ہے اور یہ حکم مسلمان خواتین کو قرآن کریم میں دیا گیا ہے، اس لیے ہم یہ لباس پہنتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کر رہے ہیں، خود اعتمادی پیدا کریں، اور کبھی اعتماد زائل نہ ہونے دیں

احمدی مسلم لڑکیوں میں سے ہمیں مزید ڈاکٹرز چاہئیں، مزید ٹیچرز چاہئیں اور اگر آپ سائنس کے مضامین میں اچھی ہیں تو ڈاکٹر آف میڈیسن یا سرجن بنیں

جب کبھی بھی آپ کسی مسئلے سے دوچار ہوں تو آپ کو بھی اپنی نمازوں میں مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے

میری آپ سب کو یہ نصیحت ہے کہ اپنی پڑھائی میں آگے بڑھنے کی بھرپور کوشش کریں تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کرسکیں

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ناصرات الاحمدیہ نائیجیریا کی آن لائن ملاقات اور حضور کی زرّیں نصائح

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25/ستمبر 2021ء کو 9 سے 14 سال کی عمر رکھنے والی ممبرات ناصرات الاحمدیہ نائیجیریا سے آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضور انور اس کیلئے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں رونق افروز ہوئے جبکہ ممبرات ناصرات الاحمدیہ نے لجنہ ہال اجوکورو، لیگوس (نائیجیریا) سے آن لائن شرکت کی۔

ملاقات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

ممبرات ناصرات الاحمدیہ کو دورانِ ملاقات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اپنے عقائد، تعلیمات اور عصر حاضر سے متعلقہ امور کے بارے میں نیز دیگر سوالات پوچھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ایک سوال کے جواب میں کہ کیا مذہب اور آج کل کے تہذیب وتمدن میں کوئی تضاد ہے، حضور انور نے فرمایا کہ دراصل وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مذہب آپ کو تہذیب وتمدن سے دور لے کر جاتا ہے، وہ غلط کہتے ہیں۔ اور ہم ٹھیک ہیں۔ دراصل مذہب ہی تو دنیا میں تہذیب کو لایا ہے۔ ایسے اعتراض کرنے والے لوگ خود مانتے ہیں کہ اگر کوئی نبی نہ آتا تو دنیا میں کوئی تہذیب جنم نہ لیتی۔ ایک طرف تو وہ کہتے ہیں کہ مذہب تمدن کو لایا ہے اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ نہیں آپ کو مذہب پر عمل پیرا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ آپ کو آج کل کی ماڈرن تہذیب سے دور لے کر جا رہا ہے۔ اور آج کل کی ماڈرن تہذیب سوائے بد اخلاقی کے کچھ نہیں ہے۔ اور ہر چیز کی آزادی کا نام ہے جو آپ کو کوئی اچھی چیز نہیں دے رہا بلکہ آپ کی زندگی کو خراب کر رہا ہے۔ اس لیے ان لوگوں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ مہذب لوگ ہیں جو مذہب پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اور قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ پھر بطور مسلمان بھی آپ کو قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ اور تلاش کرنا چاہیے کہ قرآن کریم میں آپ کو کیا احکامات دیے گئے ہیں جن پر آپ کو عمل کرنا چاہیے۔ دراصل آپ لوگ ہی مہذب لوگ ہیں نہ وہ جو دہریہ ہیں یا جو کسی مذہب میں ایمان نہیں رکھتے۔ آپ کو خود کو کسی احساس کمتری میں مبتلا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ایک بچی نے سوال کیا کہ کچھ مسلمان لڑکیاں یا خواتین ایسی ہیں جو غیر مسلموں کے ڈر کی وجہ سے یا طنز کا نشانہ بننے کی وجہ سے یا نقطہ چینی کے باعث حجاب پہننے میں تذبذب کا شکار ہیں۔ اس نے حضور انور سے اس حوالہ سے راہنمائی طلب کی کہ وہ ایسے مخالفت کے حالات میں کس طرح اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ لوگوں کو بتائیں کہ اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کریں کہ یہ اسلامی لباس ہے اور یہ حکم مسلمان خواتین کو قرآن کریم میں دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عورتوں کو اپنے آپ کو، اپنے سر، اپنی ٹھوڑی، اور اپنے سینے ڈھانک کر رکھنا چاہیے اور کھلے اور سادہ لباس کو پہننا چاہیے۔ اس لیے ہم یہ لباس پہنتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کر رہے ہیں اور کسی شخص کے خوف سے مبرا ہو کر ہم ایسا کرتے رہیں گے۔ خود اعتمادی پیدا کریں، اور کبھی اعتماد زائل نہ ہونے دیں۔ جب آپ خود کو احمدی مسلمان کہتی ہیں تو پھر دوسروں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ایک ناصرہ نے حضور انور سے پوچھا کہ اعلیٰ تعلیم میں وہ کیا پڑھیں تاکہ وہ احمدیہ مسلم جماعت کا مفید وجود بن سکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدی مسلم لڑکیوں میں سے ہمیں مزید ڈاکٹرز چاہئیں، مزید ٹیچرز چاہئیں اور اگر آپ سائنس کے مضامین میں اچھی ہیں تو ڈاکٹر آف میڈیسن یا سرجن بنیں۔ بہرحال ہمیں اپنے اسکولوں کیلئے اساتذہ چاہئیں اور اپنے ہسپتالوں کیلئے ڈاکٹرز چاہئیں۔ اسکے علاوہ اگر آپکی کسی خاص مضمون میں دلچسپی ہے تو مجھے لکھیں تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ وہی مضمون پڑھیں یا کوئی متبادل مضمون جو آپ کی دلچسپی کا باعث ہو جو پوری جماعت کیلئے مفید ہو۔

ایک اور ناصرہ نے سوال کیا کہ کیا حضور انور جب افریقہ میں تھے اس وقت کا قبولیت دعا کا کوئی واقعہ بتا سکتے ہیں۔

اسکے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ کئی واقعات ہیں۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ہمارے پاس دودھ نہیں تھا اور ہمارے بچے چھوٹے تھے، ہم نے دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں سن لیں۔ اور کچھ عرصہ کے بعد ایک دوست ideal دودھ (کے ڈبوں) کا ایک کارٹن لے آئے۔ اس وقت ideal دودھ ہی ہوتا تھا۔ اب مجھے نہیں پتہ آج کل ملتا ہے یا نہیں۔ یوں ایک سے دو گھنٹے کے دورانیہ میں ہماری دعائیں قبول ہوگئیں۔ میری اور میری اہلیہ کی دعائیں قبول ہوئیں۔ ہم دونوں خوش تھے کہ ہمارے لیے صرف ایک یا دو دن کیلئے نہیں بلکہ پورے ایک ماہ کیلئے دودھ کا انتظام ہوگیا۔ اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا ہے۔

ایک دوسری ناصرہ نے سوال کیا کہ کیا ایک عورت یا لڑکی فوج میں جاسکتی ہے؟ حضور انور نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ اس وقت اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایک وقت تھا جب اسکی ضرورت تھی تو مسلم خواتین نے جنگوں میں حصہ لیا اور اپنے مردوں کا ہاتھ بٹایا۔ لیکن آج کل ہمارے پاس کافی مرد ہیں جو جنگوں میں لڑ سکتے ہیں پھر لڑکیوں کیلئے آرمی میں ماحول بھی سازگار نہیں ہے، اس لیے میں احمدی لڑکیوں کو اسکی اجازت نہیں دیتا کہ وہ آرمی میں جائیں یا فوجی بنیں اور اگر آپ اپنی تعلیم میڈیکل سائنسز میں مکمل کرلیں یا ڈاکٹر بن جائیں تو پھر آپ آرمی کے میڈیکل کور میں شامل ہو سکتی ہیں اور اسکی اجازت دی جا سکتی ہے۔ لیکن بطور فوجی نہیں جو میدان جنگ میں لڑے۔

ایک اَور ناصرہ نے پوچھا کہ حضور آپ کس طرح دنیا بھر کے احمدیوں کی امامت کرنے کا بوجھ اٹھا رہے ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ احمدی مجھے دعا کیلئے خطوط لکھتے ہیں اور میں ان کیلئے دعا کرتا ہوں۔ میں ان کے مسائل کے حل کیلئے اللہ سے مدد مانگتا ہوں کہ وہ ان کے مسائل کو حل کردے اور ان کی مدد فرمائے۔ اور جب بھی مجھے کسی پریشر کا سامنا ہوتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ اسکے سامنے جھکتا ہوں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ میرے دل کو تسکین عطا فرماتا ہے اور وہ پریشر دور ہو جاتا ہے۔ جب کبھی بھی آپ کسی مسئلے سے دوچار ہوں تو آپ کو بھی اپنی نمازوں میں مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔

ایک بچی نے سوال کیا کہ اگر کسی گھر میں اکثر ماں باپ کی لڑائی رہتی ہو تو ایسے حالات میں بچے کیا کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ پہلے تو آپ ان کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں سمجھ بوجھ عطا فرمائے اور وہ آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کریں کیونکہ اس سے بچوں کے ذہنوں پر بھی برا اثر پڑ رہا ہے۔ اور بچے بھی اثر انداز ہو رہے ہیں۔ پھر دوسرا یہ کہ آپ کو اپنی والدہ یا والد کو بتانا چاہیے جس سے بھی آپ کا تعلق اچھا ہے کہ آپ کو اس طرح لڑائی نہیں کرنی چاہیے۔ یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ایک ہی چیز ہے کہ اگر آپ کے پاس طاقت نہیں ہے تو آپ ان کیلئے دعا کریں۔ اور اگر آپ میں ان کو روکنے کی طاقت ہے تو پھر بھی آپ کو ان کیلئے دعا کرنی چاہیے۔ اور دوسرا یہ کہ نرمی سے اور عزت و اکرام سے انہیں نصیحت کریں کہ یہ (لڑائی) ہمارے ذہنوں پر برے اثرات مترتب کر رہی ہے۔ اس لیے آپ کو ہمارے سامنے لڑائی نہیں کرنی چاہیے اور چند معمولی باتیں اور کمزوریاں بھی ہوتی ہیں جو انہیں ایک دوسرے کی نظر انداز کرنی چاہئیں۔

اس ملاقات کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناصرات کو ان کی تعلیم کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میری آپ سب کو یہ نصیحت ہے کہ اپنی پڑھائی میں آگے بڑھنے کی بھرپور کوشش کریں تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کرسکیں۔ اور اپنی تعلیم مکمل کریں اگر آپ کو میڈیسن میں دلچسپی ہے تو آپ میڈیسن میں جاسکتی ہیں، انجینئرنگ، وکالت، تعلیم کے شعبہ میں، یا اگر آپ ریسرچ کے شعبہ میں جانا چاہتی ہیں تو ریسرچ کے شعبہ میں جائیں۔ آپ کو اپنی تعلیم میں آگے بڑھنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اور زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے فرمایا کہ ٹھیک ہے پھر۔ وقت ختم ہوا۔ اللہ حافظ و ناصر ہو۔ السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 12/اکتوبر 2021)

خطبہ جمعہ

”آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف“ (حضرت مسیح موعودؑ)

اگر مسلمان زمانے کے امام کو مان لیں اور قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل کریں تو غیر مسلموں کو کبھی اس طرح قرآن کریم کی توہین کی جرأت نہ ہو

قرآنِ کریم ہی صرف اب ہدایت کا ذریعہ ہے

لوگ سوال کرتے ہیں کہ خدا کو اگلے جہان میں دیکھنا ہے تو کس طرح دیکھیں گے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرو تو اسی جہان میں خدا کو دیکھ لوگے

”وہ خدا جو تمام دنیا پر پوشیدہ ہے وہ محض قرآن شریف کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے“ (حضرت مسیح موعودؑ)

قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ایسی مثالیں ہیں کہ غیر مذہب بلکہ لا مذہب اور خدا کو نہ ماننے والوں کو بھی خدا کے وجود کا یقین دلایا گیا
عقلی دلائل دیے گئے اور پھر جب نشان دکھائے گئے اور واقعات بیان کیے گئے تو انہوں نے مذہب کو بھی مانا اور اسلام کو بھی مانا، یہاں مغرب میں بھی ایسے لوگ ہیں

جسمانی اور روحانی علاج کیلئے بھی قرآن کریم سے ہی صحیح مدد ملتی ہے

تعلق باللہ کا اصل ذریعہ قرآن کریم ہی ہے

”اس میں ایک زبردست طاقت ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں کو ظنی معرفت سے یقینی معرفت تک پہنچا دیتی ہے“ (حضرت مسیح موعودؑ)

”غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات
اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی“ (حضرت مسیح موعودؑ)

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نشانات کے ساتھ بھیجا ہے اور ان نشانات کا سلسلہ آج تک جاری ہے
اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے کلام کی صحیح طرح پیروی کرے اللہ تعالیٰ اس کو بھی کچھ نہ کچھ اس کا مزا چکھاتا رہتا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں
قرآن کریم کے فضائل، مقام و مرتبہ اور عظمت کے بارے میں بصیرت افروز بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10 رفروری 2023ء بمطابق 10 رتبلیغ 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

گزشتہ خطبے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات قرآن کریم کی عظمت اور اہمیت کے بارے میں بیان کر رہا تھا۔ آج اس سلسلے میں مزید کچھ پیش کروں گا۔

قرآن کریم کے فضائل اور اہمیت کو بیان فرماتے ہوئے اپنی تصنیف تحفۂ قیصریہ میں جو ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر آپؑ نے تصنیف فرمائی تھی جس میں ملکہ کو اسلام کا پیغام دیا تھا اور اسلام کی تبلیغ کی تھی اس میں تحریر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ”قرآن عمیق حکمتوں سے پُر ہے اور ہر ایک تعلیم میں انجیل کی نسبت حقیقی نیکی کے سکھلانے کیلئے آگے قدم رکھتا ہے۔ بالخصوص سچے اور غیر متغیر خدا کے دیکھنے کا چراغ تو قرآن ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ دنیا میں نہ آیا ہوتا تو خدا جانے دنیا میں مخلوق پرستی کا عدد کس نمبر تک پہنچ جاتا۔ سو شکر کا مقام ہے کہ خدا کی وحدانیت جو زمین سے گم ہو گئی تھی۔ دوبارہ قائم ہو گئی۔“

(تحفۂ قیصریہ، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 282)

اب کون تھا اُس زمانے میں جس نے اتنی جرأت سے قیصرۂ ہند کو اس طرح کا یہ پیغام بھیجا ہو، اسلام کی تبلیغ کی ہو۔

آج یہی لوگ جن میں اتنی جرأت نہ تھی کہ اسلام اور قرآنِ کریم کی عظمت بیان کرتے، ہمیں یہ کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا جماعتِ احمدیہ قرآن کریم کی توہین کر رہی ہے اور جو غیر مسلم ہیں وہ ان کی حرکتیں دیکھ کر اسلام کی مخالفت میں اس قدر اندھے ہو گئے ہیں کہ قرآنِ کریم کی عظمت کا ردّ تو کر نہیں سکتے اس لیے دل کی تسکین کیلئے قرآنِ کریم کے نسخوں کو جلا کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں جس طرح سویڈن میں یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ سکینڈے نیوین ملکوں میں ہوتے رہے ہیں۔ پچھلے دنوں بھی ہوا۔

اگر مسلمان زمانے کے امام کو مان لیں اور قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل کریں تو غیر مسلموں کو کبھی اس طرح قرآن کریم کی توہین کی جرأت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہی ان لوگوں کو عقل دے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ قرآنِ کریم ہی صرف اب ہدایت کا ذریعہ ہے آپؑ فرماتے ہیں: ’’اسلام ایک ایسا بابرکت اور خدانما مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص سچے طور پر اسکی پابندی اختیار کرے اور ان تعلیموں اور ہدایتوں اور وصیتوں پر کاربند ہوجائے جو خدائے تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف میں مندرج ہیں تو وہ اسی جہان میں خدا کو دیکھ لے گا۔‘‘

لوگ سوال کرتے ہیں کہ خدا کو اگلے جہان میں دیکھنا ہے تو کس طرح دیکھیں گے؟

آپؑ فرماتے ہیں قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرو تو اسی جہان میں خدا کو دیکھ لوگے۔ ’’وہ خدا جو دنیا کی نظر سے ہزاروں پردوں میں ہے اسکی شناخت کیلئے بجز قرآنی تعلیم کے اَور کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ قرآن شریف معقولی رنگ میں اور آسمانی نشانوں کے رنگ میں نہایت سہل اور آسان طریق سے خدائے تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔‘‘

اسکی تعلیم پر عمل کروگے تو نشانات ایسے ظاہر ہوں گے کہ خدا کے وجود کا پتہ لگ جائے گا۔ فرمایا ’’اور اس میں ایک برکت اور قوتِ جاذبہ ہے جو خدا کے طالب کو دمبدم خدا کی طرف کھینچتی اور روشنی اور سکینت اور اطمینان بخشتی ہے اور قرآن شریف پر سچا ایمان لانے والا صرف فلسفیوں کی طرح یہ ظن نہیں رکھتا کہ اس پُرحکمت عالم کا بنانے والا کوئی ہونا چاہئے بلکہ وہ ایک ذاتی بصیرت حاصل کرکے اور ایک پاک رؤیت سے مشرف ہوکر یقین کی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے کہ فی الواقع وہ صانع موجود ہے اور اس پاک کلام کی روشنی حاصل کرنے والا محض خشک معقولیوں کی طرح یہ گمان نہیں رکھتا کہ خدا واحد لاشریک ہے بلکہ صدہا چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ جو اس کا ہاتھ پکڑ کر ظلمت سے نکالتے ہیں واقعی طور پر مشاہدہ کرلیتا ہے کہ درحقیقت ذات اور صفات میں خدا کا کوئی بھی شریک نہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ عملی طور پر دنیا کو دکھا دیتا ہے کہ وہ ایسا ہی خدا کو سمجھتا ہے اور وحدتِ الٰہی کی عظمت ایسی اس کے دل میں سما جاتی ہے کہ وہ الٰہی ارادہ کے آگے تمام دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بلکہ مطلق لاشے اور سراسر کالعدم سمجھتا ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 25-26)

پھر قرآن کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت کا بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ’’یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قرآنِ کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے۔‘‘ مکمل طور پر علم سے نوازا گیا ہے اور عملی ہدایات دی گئی ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ ’’چنانچہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ (الفاتحہ:6) میں تکمیلِ علمی کی طرف اشارہ ہے۔‘‘ یعنی قرآن کریم ہی وہ مکمل کتاب ہے جس کی تعلیم صحیح راستے پہ راہنمائی کرتی ہے۔ ’’اور تکمیلِ عملی کا بیان صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ:7) میں فرمایا کہ جو نتائج اکمل اور اَتم ہیں وہ حاصل ہوجائیں۔‘‘ عملی ترقی کیلئے ان لوگوں کے راستے پر چلنے کی دعا ہے جو انعام یافتہ ہیں۔ جن کا گزشتہ جمعہ میں مَیں نے ذکر کیا تھا کہ کون لوگ انعام یافتہ ہیں۔ نبی ہیں، صدیق ہیں، شہید ہیں، صالحین ہیں۔ اور پھر ان کی مثالیں بھی موجود ہیں اور اس زمانے میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں جن کو انعامات سے اللہ تعالیٰ نوازتا ہے۔ فرمایا: ’’جیسے ایک پودا جو لگایا گیا ہے جب تک پورا نشوونما حاصل نہ کرے اس کو پھل پھول نہیں لگ سکتے اسی طرح اگر کسی ہدایت کے اعلیٰ اور اکمل نتائج موجود نہیں ہیں وہ ہدایت مردہ ہدایت ہے جس کے اندر کوئی نشوونما کی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ جیسے اگر کسی کو وید کی ہدایت پر پورا عمل کرنے سے کبھی یہ امید نہیں ہوسکتی کہ وہ ہمیشہ کی مکتی یا نجات حاصل کرلے گا اور کیڑے مکوڑے بننے کی حالت سے نکل کر دائمی سرور پالے گا تو اس ہدایت سے کیا حاصل۔ مگر قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کرلیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔

یہاں تک کہ اسکے اعمالِ صالحہ جو قرآنی ہدایتوں کے موافق کئے جاتے ہیں وہ ایک شجرِ طیب کی مثال جو قرآن شریف میں دی گئی ہے بڑھتے ہیں اور پھل پھول لاتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی حلاوت اور ذائقہ ان میں پیدا ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 188-189، ایڈیشن 1984ء)

پھر فرماتے ہیں کہ ’’قرآن مجید ایک ایسی پاک کتاب ہے جو اس وقت دنیا میں آئی تھی جبکہ بڑے بڑے فساد پھیلے ہوئے تھے اور بہت سی اعتقادی اور عملی غلطیاں رائج ہوگئی تھیں اور تقریباً سب کے سب لوگ بداعمالیوں اور بدعقیدگیوں میں گرفتار تھے۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ قرآن مجید میں اشارہ فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) یعنی تمام لوگ کیا اہلِ کتاب اور کیا دوسرے سب کے سب بدعقیدگیوں میں مبتلا تھے اور دنیا میں فسادِ عظیم برپا تھا۔ غرض ایسے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے تمام عقائدِ باطلہ کی تردید کیلئے قرآنِ مجید جیسی کامل کتاب ہماری ہدایت کیلئے بھیجی جس میں کل مذاہبِ باطلہ کا ردّ موجود ہے...... اور خاص کر سورۂ فاتحہ میں جو پنج وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اشارہ کے طور پر کل عقائد کا ذکر ہے جیسے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (الفاتحہ:2) یعنی ساری خوبیاں اُس خدا کیلئے سزاوار ہیں جو سارے جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ اَلرَّحْمٰنِ وہ بغیر اعمال کے پیدا کرنے والا ہے اور بغیر کسی عمل کے عنایت کرنے والا ہے۔‘‘ اسکی رحمانیت کام کرتی ہے۔ ’’اَلرَّحِيْمِ اعمال کا پھل دینے والا۔‘‘ جو کام کرو اس کا پھل دیتا ہے، جو دعائیں کرو ان کو قبول کرتا ہے۔ ’’مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحہ:4) جزا سزا کے دن کا مالک۔‘‘ اور جزا سزا اس دنیا میں بھی ہے اور اگلے جہان میں بھی۔ فرمایا کہ ’’ان چار صفتوں میں کُل دنیا کے فرقوں کا بیان کیا گیا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 10، صفحہ 31-32، ایڈیشن 1984ء)

اب غور سے اگر انسان پانچ وقت نمازوں میں یہ پڑھے تو بڑی معرفت حاصل کرسکتا ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن ایک معجزہ ہے آپؑ فرماتے ہیں: ’’معجزہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ معجزہ ایسے امر خارق عادت کو کہتے ہیں کہ فریقِ مخالف اسکی نظیر پیش کرنے سے عاجز آجائے۔‘‘ کوئی مثال پیش نہ کرسکے۔ ’’خواہ وہ امر بظاہر نظر انسانی طاقتوں کے اندر ہی معلوم ہو جیسا کہ قرآنِ شریف کا معجزہ جو ملک عرب کے تمام باشندوں کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ پس وہ اگرچہ بنظرِ سرسری انسانی طاقتوں کے اندر معلوم ہوتا تھا لیکن اس کی نظیر پیش کرنے سے عرب کے تمام باشندے عاجز آگئے۔ پس معجزہ کی حقیقت سمجھنے کیلئے قرآن شریف کا کلام نہایت روشن مثال ہے کہ بظاہر وہ بھی ایک کلام ہے جیسا کہ انسان کا کلام ہوتا ہے لیکن وہ اپنی فصیح تقریر کے لحاظ سے اور نہایت لذیذ اور مصفّٰی اور رنگین عبارت کے لحاظ سے جو ہر جگہ حق اور حکمت کی پابندی کا التزام رکھتی ہے اور نیز روشن دلائل کے لحاظ سے جو تمام دنیا کے مخالفانہ دلائل پر غالب آگئیں اور نیز زبردست پیشگوئیوں کے لحاظ سے ایک ایسا لاجواب معجزہ ہے جو باوجود گذرنے تیرہ سو برس کے اب تک کوئی مخالف اسکا مقابلہ نہیں کرسکا اور نہ کسی کو طاقت ہے جو کرے۔ قرآن شریف کو تمام دنیا کی کتابوں سے یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ معجزانہ پیشگوئیوں کو بھی معجزانہ عبارات میں جو اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور فصاحت سے پُر اور حق اور حکمت سے بھری ہوئی ہیں بیان فرماتا ہے۔ غرض اصلی اور بھاری مقصد معجزہ سے حق اور باطل یا صادق اور کاذب میں ایک امتیاز دکھلانا ہے اور ایسے امتیازی امر کا نام معجزہ یا دوسرے لفظوں میں نشان ہے۔ نشان ایک ایسا ضروری امر ہے کہ اس کے بغیر خدائے تعالیٰ کے وجود پر بھی پورا یقین کرنا ممکن نہیں اور نہ وہ ثمرہ حاصل ہونا ممکن ہے کہ جو پورے یقین سے حاصل ہوسکتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مذہب کی اصلی سچائی خدا تعالیٰ کی ہستی کی شناخت سے وابستہ ہے۔

سچے مذہب کے ضروری اور اہم لوازم میں سے یہ امر ہے کہ اس میں ایسے نشان پائے جائیں جو خدائے تعالیٰ کی ہستی پر قطعی اور یقینی دلالت کریں اور وہ مذہب اپنے اندر ایسی زبردست طاقت رکھتا ہو جو اپنے پیرو کا خدائے تعالیٰ کے ہاتھ سے ہاتھ ملا دے۔‘‘

ایسا تعلق پیدا کردے اللہ سے ’’......صرف مصنوعات پر نظر کرکے صانع کی فقط ضرورت ہی محسوس کرنا اور اس کی واقعی ہستی پر اطلاع نہ پانا یہ کامل خدا شناسی کیلئے کافی نہیں ہے۔‘‘ صرف اتنا ہی پتا کرنا کہ کوئی بنانے والا ہے، اتنا ہی کافی نہیں ہے۔

’’اور اسی حد تک ٹھہرنے والے کوئی سچا تعلق خدائے تعالیٰ سے حاصل نہیں کرسکتے اور نہ اپنے نفس کو جذبات نفسانیہ سے پاک کرسکتے ہیں۔‘‘ صرف اتنا علم ہوجانا کہ کوئی ہے، اس سے تو نفس کی صفائی نہیں ہوسکتی، نہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوسکتا ہے۔ ’’اس سے اگر کچھ سمجھا جاتا ہے تو صرف اس قدر کہ اس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہیے نہ یہ کہ درحقیقت وہ صانع ہے بھی۔‘‘ یعنی جو بھی کائنات میں اور دنیا میں ہمیں نظر آتا ہے اسکا کوئی بنانے والا بھی ہے۔ یہ اصل علم بھی ہونا چاہیے۔ اور جب اس کا علم ہو کہ کون ہے وہ؟ اور جس خدا کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ ہے وہ خدا تو پھر حقیقی تعلق بھی پیدا ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہوتی ہے۔ پھر انسان اپنے نفس کی اصلاح کی طرف بھی توجہ کرتا ہے۔

فرمایا: ’’اور ظاہر ہے کہ صرف ضرورت کو محسوس کرنا ایک قیاس ہے جو رؤیت کا قائم مقام نہیں ہوسکتا اور نہ رؤیت کے پاک نتائج اس سے پیدا ہوسکتے ہیں۔‘‘ کسی کو قیاس کرنا اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ ’’پس جو مذہب انسان کی خداشناسی کو صرف ’ہونا چاہئے‘ کے ناقص مرحلہ تک چھوڑتا ہے وہ اسکی عملی حالت کا چارہ گر نہیں ہے۔ پس درحقیقت ایسا مذہب ایک مردہ مذہب ہے جس سے کسی پاک تبدیلی کی توقع رکھنا ایک طمعِ خام ہے۔ ظاہر ہے کہ محض عقلی دلائل مذہب کی سچائی کیلئے کامل شہادت نہیں ہوسکتے اور یہ ایسی مہر نہیں ہے کہ کوئی جعلساز اس کے بنانے پر قادر نہ ہو بلکہ یہ تو عقل کے چشمۂ عام کی ایک گداگری متصور ہوسکتی ہے۔‘‘ صرف عقلی دلیلیں تو دی جاسکتی ہیں یا عقل سے کوئی بہت بڑی باتیں بھی کرسکتا ہے لیکن اتنا ہی کافی نہیں ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو انسان نہ جانے اور ان سے استفادہ نہ کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:18)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ہے۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

طالب دعا: شیخ دیدار احمد صاحب، فیملی ومرحومین (جماعت احمدیہ کیرنگ، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد باری تعالیٰ

وَسَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (آل عمران:134) ترجمہ: اور اپنے ربّ کی مغفرت اور اسکی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے۔ وہ متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

طالب دعا: بی۔ ایم خلیل احمد ولد مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

فرمایا: ’’پھر اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ عقلی باتیں جو ایک کتاب نے لکھیں درحقیقت وہ الہامی ہیں یا کسی اَور کتاب سے چرا کر لکھی گئی ہیں۔ اور اگر فرض بھی کرلیں کہ وہ چرائی ہوئی نہیں ہیں تو پھر بھی ہستی باری تعالیٰ پر وہ کب دلیل قاطع ہوسکتی ہیں اور کب کسی طالبِ حق کا نفس اس بات پر پوری تسلی پا سکتا ہے کہ فقط وہی عقلی باتیں یقینی طور پر آیت خدا نما ہیں اور کب یہ اطمینان بھی ہوسکتا ہے کہ وہ باتیں بکلی غلطی سے مبرا ہیں۔‘‘ یعنی وہ ایسے نشانات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے ہیں یا ہر قسم کی غلطی سے پاک ہیں۔ ’’پس اگر ایک مذہب صرف چند باتوں کو عقل یا فلسفہ کی طرف منسوب کر کے اپنی سچائی کی وجہ بیان کرتا ہے اور آسمانی نشانوں اور خارق عادت امور کے دکھلانے سے قاصر ہے تو ایسے مذہب کا پیرو فریب خوردہ یا فریب دہندہ ہے اور وہ تاریکی میں مرے گا۔ غرض محض عقلی دلائل سے تو خدائے تعالیٰ کا وجود بھی یقینی طور پر ثابت نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ کسی مذہب کی سچائی اس سے ثابت ہوجائے اور جب تک ایک مذہب اس بات کا ذمہ وار نہ ہو کہ وہ خدا کی ہستی کو یقینی طور پر ثابت کر کے دکھلائے تب تک وہ مذہب کچھ چیز نہیں ہے اور بدقسمت ہے وہ انسان جو ایسے مذہب پر فریفتہ ہو۔ ہر ایک وہ مذہب لعنت کا داغ اپنی پیشانی پر رکھتا ہے جو انسان کی معرفت کو اس مرحلہ تک نہیں پہنچا سکتا جس سے گویا وہ خدا کو دیکھ لے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 59 تا 61)

پس یہ ہے وہ مقام جس کو حاصل کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔

خدا کو پہچانیں۔ نشانوں سے پہچانیں۔ ذاتی تعلق سے پہچانیں صرف عقلی دلائل نہیں اور پھر جو حقیقت ہے اللہ تعالیٰ کی وہ حقیقت انسان پہ کھلتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ایسی مثالیں ہیں کہ غیر مذہب بلکہ لامذہب اور خدا کو نہ ماننے والوں کو بھی خدا کے وجود کا یقین دلایا گیا۔ عقلی دلائل دیے گئے اور پھر جب نشان دکھائے گئے اور واقعات بیان کیے گئے تو انہوں نے مذہب کو بھی مانا اور اسلام کو بھی مانا۔ یہاں مغرب میں بھی ایسے لوگ ہیں۔

مثلاً بلجیم کے ایک بیلجین دوست تھے۔ دہریہ تھے۔ انڈونیشین اوریجن کے تھے پھر بلجیم آگئے اور وہیں کے ہوگئے۔ انہوں نے بیعت کی اور مجھے خود انہوں نے بتایا کہ میں نے جب خدا تعالیٰ کے وجود کو تسلیم کر لیا نہ صرف عقل سے بلکہ واقعاتی دلائل سے اور نشانات سے تو پھر میرے لیے اَور کوئی چارہ نہ تھا کہ میں احمدیت اور حقیقی اسلام کو تسلیم کروں اور کہتے ہیں یہ راستہ کیونکہ مجھے احمدیت نے دکھایا تھا اس لیے میں احمدی مسلمان ہوا۔

پھر قرآن کریم دعویٰ کرتا ہے کہ یہ متقیوں کیلئے ہدایت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’ان آیات میں جو معرفت کا نکتہ مخفی ہے وہ یہ ہے کہ...... خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ الٓمٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرۃ: 2-3) یعنی یہ وہ کتاب ہے جو خدا تعالیٰ کے علم سے ظہور پذیر ہوئی ہے اور چونکہ اسکا علم جہل اور نسیان سے پاک ہے۔‘‘ جہالت اور بھول چوک سے پاک ہے ’’اس لئے یہ کتاب ہر ایک شک و شبہ سے خالی ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا علم انسانوں کی تکمیل کیلئے اپنے اندر ایک کامل طاقت رکھتا ہے اس لئے یہ کتاب متقین کیلئے ایک کامل ہدایت ہے۔ اور ان کو اس مقام تک پہنچاتی ہے جو انسانی فطرت کی ترقیات کیلئے آخری مقام ہے۔ اور‘‘ پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ متقی کون ہیں جن کو ہدایت فرماتا ہے، فرماتے ہیں: ’’خدا ان آیات میں فرماتا ہے کہ متقی وہ ہیں کہ جو پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں وہی ہدایت کے سر پر ہیں اور وہی نجات پائیں گے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 136-137)

یہ متقی کی تعریف ہے۔

پھر قرآن بطور دین کامل ہونے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’یہ امر ثابت شدہ ہے کہ قرآن شریف نے دین کے کامل کرنے کا حق ادا کر دیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدۃ: 4) یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں اسلام کو تمہارا دین مقرر کر کے خوش ہوا۔ سو قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا اب صرف مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے اور وہ بھی خود بخود نہیں بلکہ سچے اور پاک مکالمات جو صریح اور کھلے طور پر نصرت الٰہی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اور بہت سے امور غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں وہ بعد تزکیہ نفس محض پیروی قرآن شریف اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتے ہیں۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 80)

افسوس کہ ہمارے مخالفین یہ معرفت کی باتیں سننا نہیں چاہتے اور ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم نے قرآن کریم میں تحریف کر دی۔

قرآن کریم کے بطور طب روحانی کے بارے میں آپؑ اپنی تصنیف چشمہ معرفت میں فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف ایک ایسی پُرحکمت کتاب ہے جس نے طبِ روحانی کے قواعدِ کلیہ کو یعنی دین کے اصول کو جو دراصل طبِ روحانی ہے طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ کے ساتھ تطبیق دی ہے۔‘‘ اسکے مطابق ٹھہرایا ہے۔ ’’اور یہ تطبیق ایک ایسی لطیف ہے جو صدہا معارف اور حقائق کے کھلنے کا دروازہ ہے اور سچی اور کامل تفسیر قرآن شریف کی وہی شخص کر سکتا ہے جو طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ پیش نظر رکھ کر قرآن شریف کے بیان کردہ قواعد میں نظر ڈالتا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے خود راہنمائی فرمائی۔ بعض طبیبوں کی کشفی رنگ میں کتابیں دکھلائی گئیں ’’جو طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ اور اصول علمیہ اور ستّہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں۔‘‘ اس تعلق میں تھیں ’’جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی۔‘‘ ان میں سے ایک کتاب قرشی جو حکیم ہیں ان کی بھی تھی ’’اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیر قرآن ہے اس سے معلوم ہوا کہ عِلم الابدان اور عِلم الادیان میں نہایت گہرے اور عمیق تعلقات ہیں اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں اور جب میں نے ان کتابوں کو پیش نظر رکھ کر جو طب جسمانی کی کتابیں تھیں قرآنِ شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں۔‘‘

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 102-103)

یعنی جسمانی اور روحانی علاج کیلئے بھی قرآن کریم سے ہی صحیح مدد ملتی ہے اور اس میں غور کرنے کیلئے، معرفت حاصل کرنے کیلئے زمانے کے امام کی باتوں کو سننے کی ضرورت ہے، اسکے لٹریچر کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ تعلق باللہ کا اصل ذریعہ قرآن کریم ہی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’یاد رہے کہ انسان اُس خدائے غیب الغیب کو ہرگز اپنی قوت سے شناخت نہیں کر سکتا جب تک وہ خود اپنے تئیں اپنے نشانوں سے شناخت نہ کراوے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہرگز پیدا نہیں ہوسکتا جب تک وہ تعلق خاص خدا تعالیٰ کے ذریعہ سے پیدا نہ ہو اور نفسانی آلائشیں ہرگز نفس میں سے نکل نہیں سکتیں جب تک خدائے قادر کی طرف سے ایک روشنی دل میں داخل نہ ہو اور دیکھو کہ میں اس شہادتِ رویت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے دوسری کتابوں میں اب کوئی زندگی کی روح نہیں اور آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 2)

پس قرآن کریم کے حکموں پر عمل کرنے سے خدا تعالیٰ کا چہرہ دیکھا جا سکتا ہے۔

ہم احمدیوں کیلئے بھی یہ غور کا مقام ہے۔ ہم میں کتنے ہیں جو قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں، غور سے دیکھتے ہیں، پڑھتے ہیں۔ اس کیلئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق بھی دے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ہمارا اور ان راستبازوں کا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں یہ چشم دید واقعہ اور ذاتی تجربہ ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی میں جو اخلاص اور صدق قدم سے ہو یہ خاصیت ہے کہ آہستہ آہستہ خدائے واحد لاشریک کی محبت دل میں بیٹھتی جاتی ہے اور کلام الٰہی کی روحانی طاقت انسانی روح کو ایک نور بخشتی ہے جس سے اس کی آنکھ کھلتی ہے اور انجام کار عالم ثانی کے عجائبات اس کو دکھائی دیتے ہیں۔ پس اس دن سے اس کو علم الیقین کے طور پر پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے اور پھر وہ یقین ترقی کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ علم الیقین سے عین الیقین تک پہنچتا ہے اور پھر عین الیقین سے حق الیقین تک پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص قرآنِ شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے پہلے اس کو کوئی تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا اور کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے پھر خدا کی رحمت اسکی دستگیری کرتی ہے اور خارق عادت طریقوں سے اسکے ایمان کو قوت دی جاتی ہے اور جیسا کہ قرآن شریف میں وعدہ ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (یونس: 65) یعنی ایمانداروں کو خدا کی طرف سے بشارتیں ملتی رہتی ہیں۔ ایسا ہی وہ بھی اپنی ذات کے متعلق کئی قسم کی بشارتیں پاتا رہتا ہے اور جیسے جیسے بذریعہ ان بشارتوں کے اس کا ایمان قوی ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے وہ گناہ سے پرہیز کرتا اور نیکیوں کی طرف حرکت کرتا ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 423-424)

اسلام کی برتری پر ایک مضمون میں جو آریہ سماج کے جلسہ میں پڑھا گیا تھا اس میں قرآن شریف کی امتیازی خصوصیات کا ذکر فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’وہ امتیازی نشان کہ جو الہامی کتاب کی شناخت کیلئے عقل سلیم نے قرار دیا ہے وہ صرف خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن شریف میں پایا جاتا ہے اور اس زمانہ میں وہ تمام خوبیاں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تم میں سے جس کیلئے باب الدعا کھولا گیا تو گویا اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے
اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اس سے عافیت مطلوب کرنا محبوب ہے

(ترمذی، ابواب الدعوات)

طالبِ دُعا : نعیم الحق صاحب اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ (مسلم، کتاب الذکر) اے میرے ربّ! میں تجھ سے اس دن کی خیر چاہتا ہوں اور اسکے بعد کی بھلائی بھی اور میں تجھ سے اس دن کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اسکے بعد کی بُرائی سے بھی

طالب دعا : سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

جو خدا کی کتاب میں امتیازی نشان کے طور پر ہونی چاہئیں دوسری کتابوں میں قطعاً مفقود ہیں ممکن ہے کہ ان میں وہ خوبیاں پہلے زمانہ میں ہوں گی مگر اب نہیں ہیں اور گو ہم ایک دلیل سے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں ان کو الہامی کتابیں سمجھتے ہیں مگر وہ گو الہامی ہوں لیکن اپنی موجودہ حالت کے لحاظ سے بالکل بے سود ہیں اور اس شاہی قلعہ کی طرح ہیں جو خالی اور ویران پڑا ہے اور دولت اور فوجی طاقت سب اس میں سے کوچ کر گئی ہے۔‘‘

پھر امتیازی خوبیوں کا مزید ذکر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’اب میں قرآن شریف کی امتیازی خوبیاں جو انسانوں کی طاقت سے برتر ہیں ذیل میں بیان کرتا ہوں۔‘‘ فرمایا: ’’اوّل یہ کہ اس میں ایک زبردست طاقت ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں کو ظنی معرفت سے یقینی معرفت تک پہنچا دیتی ہے۔‘‘

صرف ظن نہیں ہوتا بلکہ یقین ہوتا ہے اور یقینی معرفت پیدا ہو جاتی ہے۔ ’’اور وہ یہ کہ جب ایک انسان کامل طور پر اس کی پیروی کرتا ہے تو خدائی طاقت کے نمونے معجزہ کے رنگ میں اس کو دکھائے جاتے ہیں اور خدا اس سے کلام کرتا ہے اور اپنے کلام کے ذریعہ سے غیبی امور پر اس کو اطلاع دیتا ہے اور میں اِن قرآنی برکات کو قصہ کے طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ میں وہ معجزات پیش کرتا ہوں کہ جو مجھ کو خود دکھائے گئے ہیں۔ وہ تمام معجزات ایک لاکھ کے قریب ہیں بلکہ غالباً وہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہیں خدا نے قرآن شریف میں فرمایا تھا کہ جو شخص میرے اس کلام کی پیروی کرے وہ نہ صرف اس کتاب کے معجزات پر ایمان لائے گا بلکہ اس کو بھی معجزات دیئے جائیں گے۔ سو میں نے بذاتِ خود وہ معجزات خدا کے کلام کی تاثیر سے پائے جو انسانوں کی طاقت سے بلند اور محض خدا کا فعل ہیں۔ وہ زلزلے جو زمین پر آئے اور وہ طاعون جو دنیا کو کھا رہی ہے وہ انہیں معجزات میں سے ہیں جو مجھ کو دیئے گئے۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 402-403)

فرمایا کہ یہ معجزات میرے نہیں بلکہ قرآن شریف کے ہیں کیونکہ ہم اُسی کی طاقت اور اسی کی عطا کردہ روح سے یہ کام کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

’’غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اسکی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

چنانچہ میں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری روح میں کچھ زیادہ طاقت ہے بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اسکے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اسکے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں اور اُس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اس کے عظیم الشان نبی اور اس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں اور اس سے محبت رکھتا ہوں اور وہ خدا کا کلام جس کا نام قرآن شریف ہے جو ربانی طاقتوں کا مظہر ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور قرآن شریف کا یہ وعدہ ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (یونس:65) اور یہ وعدہ ہے کہ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (المجادلة:23) اور یہ وعدہ ہے کہ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (الانفال:30) اس وعدہ کے موافق خدا نے یہ سب مجھے عنایت کیا ہے اور ترجمہ اِن آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے ان کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائیں گے یعنی بکثرت دیئے جائیں گے ورنہ شاذ و نادر کے طور پر کسی دوسرے کو بھی کوئی سچی خواب آسکتی ہے مگر ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ سے کچھ مشابہت نہیں اور پھر فرمایا کہ کامل پیروی کرنے والے کی روح القدس سے تائید کی جائے گی یعنی ان کے فہم اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملے گی اور ان کی کشفی حالت نہایت صفا کی جائے گی اور ان کے کلام اور کام میں تاثیر رکھی جائے گی اور ان کے ایمان نہایت مضبوط کئے جائیں گے اور پھر فرمایا کہ خدا ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق بیّن رکھ دے گا یعنی بمقابل ان کے باریک معارف کے جو اُن کو دیئے جائیں گے اور بمقابل ان کی کرامات اور خوارق کے جو ان کو عطا ہوں گی دوسری تمام قومیں عاجز رہیں گی۔‘‘ فرمایا ’’چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آتا ہے اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہدِ رویت ہیں۔‘‘

کاش! کچھ مسلمان بھی اس کو سمجھیں اور ہمیں بھی اس کا صحیح ادراک حاصل ہو کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نشانات کے ساتھ بھیجا ہے اور ان نشانات کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے کلام کی صحیح طرح پیروی کرے اللہ تعالیٰ اس کو بھی کچھ نہ کچھ اس کا مزا چکھاتا رہتا ہے۔

پھر فرمایا: ’’یہ تو ہم نے قرآن شریف کی اس زبردست طاقت کا بیان کیا ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں پر اثر ڈالتی ہے لیکن وہ دوسرے معجزات سے بھی بھرا ہوا ہے۔ اس نے اسلام کی ترقی اور شوکت اور فتح کی اُس وقت خبر دی تھی جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے جنگلوں میں اکیلے پھرا کرتے تھے اور ان کے ساتھ بجز چند غریب اور ضعیف مسلمانوں کے اور کوئی نہ تھا اور جب قیصرِ روم ایرانیوں کی لڑائی سے مغلوب ہو گیا اور ایران کے کسریٰ نے اس کے ملک کا ایک بڑا حصہ دبا لیا تب بھی قرآن شریف نے بطور پیشگوئی کے یہ خبر دی کہ نو برس کے اندر پھر قیصر روم فتحیاب ہو جائے گا اور ایران کو شکست دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ ایسا ہی شق القمر کا عالی شان معجزہ جو خدائی ہاتھ کو دکھلا رہا ہے۔ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور کفار نے اِس معجزہ کو دیکھا۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 409 تا 411) یہ سب تفصیل آپؑ کی کتاب چشمہ معرفت میں موجود ہے۔ مختصر میں نے بیان کیا ہے۔

پھر چشمہ معرفت میں ہی اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کے قصے دراصل پیشگوئیاں ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’جس قدر قرآن شریف میں قصے ہیں وہ بھی درحقیقت قصے نہیں بلکہ وہ پیشگوئیاں ہیں جو قصوں کے رنگ میں لکھی گئی ہیں۔ ہاں وہ توریت میں تو ضرور صرف قصے پائے جاتے ہیں مگر قرآن شریف نے ہر ایک قصہ کو رسول کریم کیلئے اور اسلام کیلئے ایک پیشگوئی قرار دے دیا ہے اور یہ قصوں کی پیشگوئیاں بھی کمال صفائی سے پوری ہوئی ہیں۔ غرض قرآن شریف معارف و حقائق کا ایک دریا ہے اور پیشگوئیوں کا ایک سمندر ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی انسان بجز ذریعہ قرآن شریف کے پورے طور پر خدا تعالیٰ پر یقین لا سکے کیونکہ یہ خاصیت خاص طور پر قرآن شریف میں ہی ہے کہ اسکی کامل پیروی سے وہ پردے جو خدا میں اور انسان میں حائل ہیں سب دُور ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک مذہب والا محض قصہ کے طور پر خدا کا نام لیتا ہے مگر قرآن شریف اس محبوبِ حقیقی کا چہرہ دکھلا دیتا ہے اور یقین کا نور انسان کے دل میں داخل کر دیتا ہے اور وہ خدا جو تمام دنیا پر پوشیدہ ہے وہ محض قرآن شریف کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 271-272)

بشرطیکہ حقیقی طور پر قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کیا جائے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ قصے اور دوسرا احکام۔ فرماتے ہیں: ’’قرآن کریم کے دو حصے ہیں۔ کوئی بات قصہ کے رنگ میں ہوتی ہے اور بعض احکام ہدایت کے رنگ میں ہوتے ہیں...... جو لوگ قصص اور ہدایات میں تمیز نہیں کرتے ان کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور قرآن کریم میں اختلاف ثابت کرنے کے موجب ہوتے ہیں اور گویا اپنی عملی صورت میں قرآن کریم کو ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں کیونکہ قرآن شریف کی نسبت تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النساء:83)‘‘ کہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی اَور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پایا جاتا۔ فرماتے ہیں کہ ’’اور عدم اختلاف اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھہرائی گئی ہے‘‘ کہ اختلاف نہیں ہے اس لیے یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ’’لیکن یہ ناعاقبت اندیش قصص اور ہدایات میں تمیز نہ کرنے کی وجہ سے اختلاف پیدا کر کے اس کو مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ ٹھیراتے ہیں۔ افسوس ان کی دانش پر!!!‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 83، ایڈیشن 1984ء)

جیسا کہ بیان ہوا تھا قصص پیشگوئیوں کے رنگ رکھتے ہیں اور جو دوسرے احکامات ہیں۔ ان کو اگر ملا کے بعض لوگ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں۔ خود عرفان نہیں ان کو سمجھنے کا اور جو تفسیر کی جائے اس پر تحریف کا الزام لگا دیتے ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیم کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ’’قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں میں سے اس کی تعلیم بھی ہے کیونکہ وہ انسانی فطرت اور انسانی مصالح کے سراسر مطابق ہے۔ مثلاً توریت کی یہ تعلیم ہے کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور انجیل یہ کہتی ہے کہ بدی کا ہرگز مقابلہ نہ کر بلکہ اگر کوئی تیری دائیں گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دے مگر قرآن شریف کہتا ہے کہ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ:41) یعنی بدی کا بدلہ تو اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور اس گناہ کے بخشنے میں وہ شخص جس نے گناہ کیا ہے اصلاح پذیر ہو سکے اور آئندہ اپنی بدی سے باز آسکے تو معاف کرنا بدلہ لینے سے بہتر ہوگا ورنہ سزا دینا بہتر ہوگا۔ کیونکہ طبائع مختلف ہیں۔ بعض ایسی ہی ہیں کہ گناہ معاف کرنے سے پھر اس گناہ کا نام نہیں لیتے اور باز آجاتے ہیں ہاں بعض ایسے بھی ہیں کہ قید سے بھی رہائی پا کر پھر وہی گناہ کرتے ہیں۔ سو چونکہ انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہیں اس لئے یہی تعلیم ان کے مناسب حال ہے جو قرآن شریف نے پیش کی ہے اور انجیل اور توریت کی تعلیم ہرگز کامل نہیں ہے بلکہ وہ تعلیم انسانی درخت کی شاخوں میں سے صرف ایک شاخ سے تعلق رکھتی ہے اور وہ دونوں تعلیمیں اس قانون کے مشابہ ہیں جو مختص القوم یا مختص المقام ہو مگر قرآنی تعلیم تمام طبائع انسانیہ کا لحاظ رکھتی ہے۔‘‘

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے
جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 32، صفحہ 340)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور
سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 345)

طالبِ دُعا: نور جہاں بیگم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ کولکاتہ، صوبہ مغربی بنگال)

یہ مثال میں نے پہلے پچھلے جمعے بھی بیان کی تھی لیکن اَور پہلو سے کی تھی۔ اب قرآن کریم کے اوصاف کے لحاظ سے یہ مثال پیش کی جارہی ہے۔

پھر فرمایا کہ ’’انجیل کا حکم ہے۔‘‘ اس حوالے سے پھر ایک اَور دوسری مثال دیتے ہیں۔ صرف یہی مثال نہیں ہے اور مثالیں بھی دیتے ہیں مثلاً فرمایا کہ انجیل کا ایک حکم ہے ’’کہ تُو غیر عورت کو شہوت کی نظر سے مت دیکھ مگر قرآن شریف کہتا ہے کہ تو ہرگز نہ دیکھ۔‘‘ عورتوں کو نہ دیکھو۔ ’’نہ شہوت کی نظر سے نہ بے شہوت کہ یہ کبھی نہ کبھی تیرے لئے ٹھوکر کا باعث ہوگا۔‘‘ یہ کہہ دیتے ہیں جی ہم تو بڑی پاک نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ پاک نظر سے بھی نہیں دیکھنا کیونکہ تمہارے لیے ٹھوکر کا باعث ہوگا‘‘ بلکہ ضرورت کے وقت خوابیدہ چشم سے (نہ نظر پھاڑ کر) رفع ضرورت کرنا چاہئے۔ ’’یعنی اگر ضرورت پڑے بھی تو پھر آدھ کھلی، نیم وَا آنکھوں سے دیکھو تا کہ پوری طرح نظر نہ آئے۔ اور اگر دیکھنے کی ضرورت ہے بھی تو اپنی نظریں پھاڑ پھاڑ کے نہ دیکھو۔ پھر فرمایا ’’اور انجیل کہتی ہے کہ اپنی بیوی کو بجز زنا کے ہرگز طلاق نہ دے مگر قرآنِ شریف اس بات کی مصلحت دیکھتا ہے کہ طلاق صرف زنا سے مخصوص نہیں بلکہ اگر مرد اور عورت میں باہم دشمنی پیدا ہو جاوے اور موافقت نہ رہے یا مثلاً اندیشۂ جان ہو یا اگرچہ عورت زانیہ نہیں مگر زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے ہیں اور غیر مردوں کو ملتی ہے تو اِن تمام صورتوں میں خاوند کی رائے پر حصر رکھا گیا ہے کہ اگر وہ مناسب دیکھے تو چھوڑ دے۔ مگر پھر بھی تاکید ہے اور نہایت سخت تاکید ہے۔‘‘ یہ آرام سے طلاق نہیں دے دینا۔ فرمایا: ’’تاکید ہے اور نہایت سخت تاکید ہے کہ طلاق دینے میں جلدی نہ کرے۔‘‘ یہاں اس بات کا بھی جواب مل گیا کہ مرد کو طلاق کا کلّی اختیار ہے۔ بعض مردوں کا یہ خیال ہے اور وہ استعمال کر جاتے ہیں اور زیادتی بھی کرتے ہیں۔ فرمایا کہ بغیر جائز وجہ کے ایک تو ویسے ہی جائز نہیں لیکن اس میں بھی یہی ہے کہ کوشش کرو کہ نہ دی جائے۔ پھر فرمایا: ’’اب ظاہر ہے کہ قرآنِ شریف کی تعلیم انسانی حاجات کے مطابق ہے اور ان کے ترک کرنے سے کبھی نہ کبھی کوئی خرابی ضرور پیش آئے گی۔ اسی وجہ سے بعض یورپ کی گورنمنٹوں کو جوازِ طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 413-414)

اب قانون میں بھی یہ لکھا جاتا ہے کہ وجہ جواز کیا ہے؟ کافی مقدموں میں وہ پوچھتے ہیں کہ کیا وجہ ہے؟ کیوں طلاق ہو رہی ہے؟ کیوں علیحدگی ہو رہی ہے؟ سارے ثبوت دینے پڑتے ہیں۔ تو بہرحال فرمایا کہ یہ آسانی سے نہیں ہو جاتی۔ اس لیے انہیں بھی اپنا قانون بنانا پڑا۔ دنیا کے قانون تو بہرحال بنتے بھی ہیں ٹوٹتے بھی ہیں۔ ان میں مزید بہتری پیدا کرنے کیلئے یہ لوگ کوشش کرتے رہتے ہیں پھر بھی کوئی نہ کوئی سقم رہ جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قانون ایسا ہے جو عین فطرت کے مطابق ہے۔ دوبارہ یہاں یہ واضح کر دوں کہ صرف مرد کو ہی طلاق کا حق نہیں ہے بلکہ عورت بھی پسند ناپسند یا کسی بھی وجہ سے خلع لے سکتی ہے اور اگر مرد قصور وار ٹھہرے اور بعض زیادتیاں کرے جو ثابت ہو جائیں تو پھر یہ خیال مردوں کا کہ حق مہر نہیں ادا ہوگا وہ حق مہر بھی ان کو ادا کرنا پڑتا ہے اور حقوق بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس لیے کسی لڑکی یا عورت کے ذہن میں یہاں یہ خیال نہ آئے کہ صرف مرد کو حق دیا گیا ہے۔ جب عورت کے حوالے سے بات ہوگی تو وہاں اس کی تفصیل بھی بیان ہو جائے گی۔

بہرحال یہ مضمون جاری ہے۔ اس حوالے سے اَور بھی آپؑ کے ارشادات ہیں جو وقتاً فوقتاً بیان کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کی صحیح تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ......☆......☆......

جہیز کی نمائش ایک غلط رسم ہے

’’شادی بیاہ کے موقع پر بعض فضول قسم کی رسمیں ہیں، جیسے بری کو دکھانا یا وہ سامان جو دولہا والے دولہن کیلئے بھیجتے ہیں اس کا اظہار، پھر جہیز کا اظہار، باقاعدہ نمائش لگائی جاتی ہے۔ اسلام تو صرف حق مہر کے اظہار کے ساتھ نکاح کا اعلان کرتا ہے، باقی سب فضول رسمیں ہیں۔ ایک تو بری یا جہیز کی نمائش سے اُن لوگوں کا مقصد جو صاحبِ توفیق ہیں صرف بڑھائی کا اظہار کرنا ہوتا ہے کہ دیکھ لیا ہمارے شریکوں نے بھائی بہن یا بیٹا بیٹی کو شادی پر جو کچھ دیا تھا ہم نے دیکھو کس طرح اس سے بڑھ کر دیا ہے۔ صرف مقابلہ اور نمود و نمائش ہے......صرف رسموں کی وجہ سے، اپنا ناک اونچا رکھنے کی وجہ سے غریبوں کو مشکلات میں، قرضوں میں نہ گرفتار کریں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم احمدی ہیں اور بیعت کی دس شرائط پر پوری طرح عمل کریں گے......جبکہ بیعت کرنے کے بعد تو وہ یہ عہد کر رہا ہے کہ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت مکمل طور پر اپنے اوپر طاری کر لے گا۔ اللہ اور رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں، یہی کہ رسم رواج اور ہوا و ہوس چھوڑ کر میرے احکامات پر عمل کرو۔‘‘

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں، صفحہ 101 تا 103)

(شعبہ رشتہ ناطہ، نظارت اصلاح ارشاد مرکزیہ قادیان)

دعائے مغفرت

خاکسار کی بڑی خالہ جان مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مرحومہ 2 اور 3/ فروری کی درمیانی شب ہم سب کو غمگین چھوڑ کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی پہلی شادی مکرم گیانی بشیر احمد صاحب مرحوم سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے ساتھ ہوئی تھی۔ مرحومہ کی دوسری شادی فیض آباد (صوبہ یوپی) میں مکرم نسیم احمد صاحب مرحوم سے ہوئی تھی۔ مرحومہ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں لیکن جنازہ قادیان نہیں آسکا اور علیگڑھ میں ہی تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ کے پسماندگان میں تین بیٹی اور ایک بیٹا نیز کئی نواسے نواسی و پوتے پوتیاں ہیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ قادیان سے آنے والے تمام نمائندگان کی اچھی طرح خاطر تواضع کیا کرتی تھیں اور ان کے آنے پر بہت خوش ہوا کرتی تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے نیز درجات بلند کرے۔ نیز اللہ تعالیٰ مرحومہ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔ (سید عارف احمد، ننگل باغبانہ قادیان)

اعلان نکاح

۞ مکرم محمد شمشیر خان صاحب ابن مکرم محمد شامل خان صاحب آف جماعت احمدیہ کوئمبٹور صوبہ تامل ناڈو کا نکاح مکرمہ انیس فاطمہ صاحبہ بنت مکرم حکیم باشا صاحب آف ضلع تروپور صوبہ تامل ناڈو کے ساتھ مورخہ 19/ جنوری 2023 کو ہوا۔ رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان دعا

۞ جماعت احمدیہ کوئمبٹور صوبہ تامل ناڈو کے مکرم سید باشا صاحب کی بیٹی عزیزہ ایس. راحیلہ سید صاحبہ واقفہ نو میڈیکل کی تیاری کر رہی ہیں، مئی 2023 میں NEET کا امتحان دینے والی ہیں۔ قارئین بدر سے عزیزہ کے امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

۞ مکرم محمد شامل خان صاحب آف جماعت احمدیہ کوئمبٹور صوبہ تامل ناڈو کے فرزند مکرم محمد شاحر خان صاحب نے مورخہ یکم فروری 2023 کو اپنا Homeo clinic شروع کیا ہے۔ موصوف قارئین بدر سے اس نئے کام میں برکت کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (فرقان احمد، انسپکٹر بدر)

صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید قادیان میں خدمت کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں

شرائط گریڈ درجہ چہارم برائے مالی/ کیئر ٹیکر/ چوکیدار/ باورچی/ نانبائی/ خادم مسجد

(1) امیدوار کی عمر 40 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو (2) امیدوار کی تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے (3) برتھ سرٹیفکیٹ پیش کرنا ضروری ہوگا (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا (5) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہونگے (6) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے (7) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (8) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔ (نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا)

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ 143516

موبائل: 09682587713, 09682627592 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’سب سے بنیادی اور اوّلین اصول جس کے مطابق
ہر مسلمان مرد اور عورت کو اپنی زندگی لازماً بسر کرنی چاہئے وہ توحید ہے،
یعنی اس کامل ایمان اور یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اسکا کوئی ہمسر نہیں۔‘‘

(پیغام نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’ذیلی تنظیموں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ
دین کی خدمت اور ملک و قوم دونوں کی خدمت کرنے کی ترغیب دلائیں
اور یہ خدمت اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہونی چاہئے۔‘‘

(پیغام بر موقع نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019)

طالب دعا: محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی - ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیر بھوم، بنگال)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

ابتدائی لڑائیاں، روزہ کی ابتداء، تحویل قبلہ اور جنگ بدر کے متعلق ابتدائی بحث

غزوات وسرایا کا آغاز اور غزوہ ودّان صفر 2 ہجری

اب مغازی کا عملی آغاز ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ کبھی تو خود صحابہ کو ساتھ لے کر نکلتے تھے اور کبھی کسی صحابی کی امارت میں کوئی دستہ روانہ فرماتے تھے۔ مؤرخین نے ہر دو قسم کی مہموں کو الگ الگ نام دیئے ہیں۔ چنانچہ جس مہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس شامل ہوئے ہوں اس کا نام مؤرخین غزوہ رکھتے ہیں اور جس میں آپؐ خود شامل نہ ہوئے ہوں اسکا نام سریہ یا بعث رکھا جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ غزوہ اور سریہ دونوں میں مخصوص طور پر جہاد بالسیف کی غرض سے نکلنا ضروری نہیں بلکہ ہر وہ سفر جس میں آپؐ جنگ کی حالت میں شریک ہوئے ہوں غزوہ کہلاتا ہے خواہ وہ خصوصیت کے ساتھ لڑنے کی غرض سے نہ کیا گیا ہو اور اسی طرح ہر وہ سفر جو آپؐ کے حکم سے کسی جماعت نے کیا ہو مؤرخین کی اصطلاح میں سریہ یا بعث کہلاتا ہے خواہ اسکی غرض وغایت لڑائی نہ ہو، لیکن بعض لوگ ناواقفیت سے ہر غزوہ اور سریہ کو لڑائی کی مہم سمجھنے لگ جاتے ہیں جو درست نہیں۔

یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ جہاد بالسیف کی اجازت ہجرت کے دوسرے سال ماہ صفر میں نازل ہوئی۔ چونکہ قریش کے خونی ارادوں اور ان کی خطرناک کارروائیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کیلئے فوری کارروائی کی ضرورت تھی اس لئے آپؐ اسی ماہ میں مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ روانگی سے قبل آپؐ نے اپنے پیچھے مدینہ میں سعد بن عبادہ رئیس خزرج کو امیر مقرر فرمایا اور مدینہ سے جنوب مغرب کی طرف مکہ کے راستہ پر روانہ ہوگئے اور بالآخر مقام ودّان تک پہنچے۔ اس علاقہ میں قبیلہ بنوضمرۃ کے لوگ آباد تھے۔ یہ قبیلہ بنوکنانہ کی ایک شاخ تھا اور اس طرح گویا یہ لوگ قریش کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہاں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنوضمرۃ کے رئیس کے ساتھ بات چیت کی اور باہم رضامندی سے آپس میں ایک معاہدہ ہوگیا جس کی شرطیں یہ تھیں کہ بنوضمرۃ مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور مسلمانوں کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کریں گے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسلمانوں کی مدد کیلئے بلائیں گے، تو وہ فوراً آجائیں گے۔ دوسری طرف آپؐ نے مسلمانوں کی طرف سے یہ عہد کیا کہ مسلمان قبیلہ بنوضمرۃ کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور بوقت ضرورت ان کی مدد کریں گے۔ یہ معاہدہ باقاعدہ لکھا گیا اور فریقین کے اس پر دستخط ہوئے اور پندرہ دن کی غیر حاضری کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ غزوہ ودّان کا دوسرا نام غزوہ ابوا بھی ہے کیونکہ ودّان کے قریب ہی ابوا کی بستی بھی ہے اور یہ وہی مقام ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غزوہ میں بنوضمرۃ کے ساتھ قریش مکہ کا بھی خیال تھا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ دراصل آپؐ کی یہ مہم قریش کی خطرناک کارروائیوں کے سدباب کیلئے تھی اور اس میں اُس زہریلے اور خطرناک اثر کا ازالہ مقصود تھا جو قریش کے قافلے وغیرہ مسلمانوں کے خلاف قبائل عرب میں پیدا کررہے تھے اور جس کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت ان ایام میں بہت نازک ہورہی تھی۔

سریہ عبیدۃ بن الحارث ربیع الاول 2 ہجری

غزوہ ودّان سے واپس آنے پر ماہ ربیع الاول کے شروع میں آپؐ نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار عبیدۃ بن الحارث مطلبی کی امارت میں ساٹھ شتر سوار مہاجرین کا ایک دستہ روانہ فرمایا۔ اس مہم کی غرض بھی قریش مکہ کے حملوں کی پیش بندی تھی۔ چنانچہ جب عبیدۃ بن الحارث اور ان کے ساتھی کچھ مسافت طے کرکے ثنیۃ المرّۃ کے پاس پہنچے تو ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ قریش کے دوسو مسلح نوجوان عکرمہ بن ابوجہل کی کمان میں ڈیرہ ڈالے پڑے ہیں۔ فریقین ایک دوسرے کے سامنے ہوئے اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں کچھ تیراندازی بھی ہوئی، لیکن پھر مشرکین کا گروہ یہ خوف کھاکر کہ مسلمانوں کے پیچھے کچھ کمک مخفی ہوگی ان کے مقابلہ سے پیچھے ہٹ گیا اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا نہیں کیا۔ البتہ مشرکین کے لشکر میں سے دو شخص مقداد بن عمرو اور عتبہ بن غزوان، عکرمہ بن ابوجہل کی کمان سے خود بخود بھاگ کر مسلمانوں کے ساتھ آملے اور لکھا ہے کہ وہ اسی غرض سے قریش کے ساتھ نکلے تھے کہ موقع پاکر مسلمانوں میں آملیں کیونکہ وہ دل سے مسلمان تھے مگر بوجہ اپنی کمزوری کے قریش سے ڈرتے ہوئے ہجرت نہیں کرسکتے تھے اور ممکن ہے کہ اسی واقعہ نے قریش کو بددل کردیا ہو اور انہوں نے اسے بدفال سمجھ کر پیچھے ہٹ جانے کا فیصلہ کرلیا ہو۔ تاریخ میں یہ مذکور نہیں ہے کہ قریش کا یہ لشکر جو یقیناً کوئی تجارتی قافلہ نہیں تھا اور جس کے متعلق ابن اسحاق نے جمع عظیم (یعنی ایک بڑا لشکر) کے الفاظ استعمال کئے ہیں کسی خاص ارادہ سے اس طرف آیا تھا، لیکن یہ یقینی ہے کہ ان کی نیت بخیر نہیں تھی اور یہ خدا کا فضل تھا کہ مسلمانوں کو چوکس پاکر اور اپنے آدمیوں میں سے بعض کو مسلمانوں کی طرف جاتا دیکھ کر ان کو ہمت نہیں ہوئی اور وہ واپس لوٹ گئے۔ اور صحابہ کو اس مہم کا یہ عملی فائدہ ہوگیا کہ دو مسلمان روحیں قریش کے ظلم سے نجات پاگئیں۔

سریہ حمزہ بن عبدالمطلب ربیع الاول 2 ہجری

اسی ماہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس شتر سوار مہاجرین کے ایک اور دستہ کو اپنے حقیقی چچا حمزہ بن عبدالمطلب کی سرداری میں مدینہ سے مشرقی جانب سیف البحر علاقہ عیص کی طرف روانہ فرمایا۔ حمزہ اور ان کے ساتھی جلدی جلدی وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مکہ کا رئیس اعظم ابوجہل تین سوسواروں کا ایک لشکر لئے ان کے استقبال کو موجود ہے۔ مسلمانوں کی تعداد سے یہ تعداد دس گنے زیادہ تھی، مگر مسلمان خدا اور اس کے رسول کے حکم کی تعمیل میں گھر سے نکلے تھے اور موت کا ڈر انہیں پیچھے نہیں ہٹا سکتا تھا۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل میں صف آرائی کرنے لگ گئیں اور لڑائی شروع ہونے والی ہی تھی کہ اس علاقہ کے رئیس مجدی بن عمرو الجہنی نے جو دونوں فریق کے ساتھ تعلقات رکھتا تھا درمیان میں پڑکر بیچ بچاؤ کرادیا اور لڑائی ہوتے ہوتے رک گئی۔ ابن سعد نے جو عموماً اپنے استاد واقدی کی اتباع کرتا ہے لکھا ہے کہ یہ قریش کا ایک قافلہ تھا جس سے مسلمانوں کا سامنا ہوا تھا، لیکن ابن اسحاق نے بروایت ابن ہشام قافلہ کا کوئی ذکر نہیں کیا، بلکہ صرف یہ لکھا ہے کہ قریش کے تین سوسواروں سے سامنا ہوا تھا جو ابوجہل کے زیر کمان تھے اور کفار کی تعداد اور دوسرے قرائن سے ابن اسحاق کی روایت صحیح ثابت ہوتی ہے اور یہ یقینی ہے کہ کفار کا یہ دستہ مسلمانوں کے خلاف نکلا تھا۔ چنانچہ کرز بن جابر فہری کا حملہ بھی جس کا ذکر آگے آتا ہے اس خیال کا مؤید ہے۔

غزوہ بواط ربیع الآخر 2 ہجری

اسی مہینہ کے آخری ایام یا ربیع الآخر کے شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر قریش کی طرف سے کوئی خبر موصول ہوئی جس پر آپؐ مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر خود مدینہ سے نکلے اور اپنے پیچھے سائب بن عثمان بن مظعون کو مدینہ کا امیر مقرر فرمایا لیکن قریش کا پتہ نہیں چل سکا اور آپؐ بواط تک پہنچ کر واپس تشریف لے آئے۔

غزوہ عشیرۃ اور سریہ سعد بن ابی وقاص جمادی الاولیٰ 2 ہجری

اسکے بعد جمادی الاولیٰ میں پھر قریش مکہ کی طرف سے کوئی خبر پاکر آپ مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور اپنے پیچھے اپنے رضاعی بھائی ابوسلمہ بن عبدالاسد کو امیر مقرر فرمایا۔ اس غزوہ میں آپؐ کئی چکر کاٹتے ہوئے بالآخر ساحل سمندر کے قریب ینبع کے پاس مقام عشیرۃ تک پہنچے اور گو قریش کا مقابلہ نہیں ہوا مگر اس میں آپؐ نے قبیلہ بنومدلج کے ساتھ انہیں شرائط پر جو بنوضمرۃ کے ساتھ قرار پائی تھیں ایک معاہدہ طے فرمایا اور پھر واپس تشریف لے آئے۔ اسی سفر کے دوران میں آپؐ نے سعد بن ابی وقاص کو آٹھ مہاجرین کے ایک دستہ پر امیر مقرر کرکے قریش کی خبر رسانی کیلئے خرّاء کی طرف روانہ فرمایا۔

کرز بن جابر کا حملہ اور غزوہ سفوان جمادی الآخر 2 ہجری

مگر باوجود صحابہؓ کی اس قدر بیدار مغزی اور مسلمان پارٹیوں کے مدینہ کے گردونواح میں اس طرح ہوشیاری کے ساتھ چکر لگاتے رہنے کے قریش کی شرارت نے اپنے لئے راستہ پیدا کرہی لیا۔ چنانچہ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں تشریف لائے دس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ مکہ کے ایک رئیس کرز بن جابر فہری نے قریش کے ایک دستہ کے ساتھ کمال ہوشیاری سے مدینہ کی چراگاہ پر جو شہر سے صرف تین میل پر تھی اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں کے اونٹ وغیرہ لوٹ کر چلتا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی تو آپؐ فوراً زید بن حارثہ کو اپنے پیچھے امیر مقرر کرکے اور مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اسکے تعاقب میں نکلے اور سفوان تک جو بدر کے پاس ایک جگہ ہے اس کا پیچھا کیا، مگر وہ بچ کر نکل گیا۔ اس غزوہ کو غزوہ بدر الاولیٰ بھی کہتے ہیں۔

کرز بن جابر کا یہ حملہ ایک معمولی بدویانہ غارت گری نہیں تھی بلکہ یقیناً وہ قریش کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف خاص ارادے سے آیا تھا بلکہ بالکل ممکن ہے کہ اس کی نیت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نقصان پہنچانے کی ہو، مگر مسلمانوں کو ہوشیار پاکر ان کے اونٹوں پر ہاتھ صاف کرتا ہوا نکل گیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قریش مکہ نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ مدینہ پر چھاپے مار مار کر مسلمانوں کو تباہ وبرباد کیا جاوے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ گو اس سے پہلے مسلمانوں کو جہاد بالسیف کی اجازت ہوچکی تھی اور انہوں نے خود حفاظتی کے خیال سے اس کے متعلق ابتدائی کارروائی بھی شروع کردی تھی، لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کفار کو عملاً کسی قسم کا مالی یا جانی نقصان نہیں پہنچا تھا، لیکن کرز بن جابر کے حملہ سے مسلمانوں کو عملاً نقصان پہنچا۔ گویا مسلمانوں کی طرف سے قریش کا چیلنج قبول کرلئے جانے کے بعد بھی عملی جنگ میں کفار ہی کی پہل رہی۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 327 تا 330، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا ✡ یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں ✡ کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(941) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں معراج الدین صاحب عمر نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقدمہ فوجداری کی جوابدہی کیلئے جہلم کو جارہے تھے۔ یہ مقدمہ کرم دین نے حضور اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کے خلاف توہین کے متعلق کیا ہوا تھا۔ اس سفر کی مکمل کیفیت تو بہت طول چاہتی ہے۔ مَیں صرف ایک چھوٹی سی لطیف بات عرض کرتا ہوں جس کو بہت کم دوستوں نے دیکھا ہوگا۔

جب حضور لاہور ریلوے سٹیشن پر گاڑی میں پہنچے تو آپ کی زیارت کیلئے اس کثرت سے لوگ جمع تھے جس کا اندازہ محال ہے کیونکہ نہ صرف پلیٹ فارم بلکہ باہر کا میدان بھی بھرا پڑا تھا اور لوگ نہایت منتوں سے دوسروں کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ ہمیں ذرا چہرہ کی زیارت اور درشن تو کر لینے دو۔ اس اثناء میں ایک شخص جن کا نام منشی احمد الدین صاحب ہے (جو گورنمنٹ کے پنشنر ہیں اور اب تک بفضلہٖ زندہ موجود ہیں اور انکی عمر اس وقت دو تین سال کم ایک سو برس کی ہے لیکن قویٰ اب تک اچھے ہیں اور احمدی ہیں) آگے آئے جس کھڑکی میں حضور بیٹھے ہوئے تھے وہاں گورہ پولیس کا پہرہ تھا اور ایک سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت کا افسر اس کھڑکی کے عین سامنے کھڑا نگرانی کر رہا تھا کہ اتنے میں جرأت سے بڑھ کر منشی احمد الدین صاحب نے حضور سے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھ کر فوراً اس پولیس افسر نے اپنی تلوار کو الٹے رُخ پر اس کی کلائی پر رکھ کر کہا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نے کہا کہ مَیں ان کا مرید ہوں اور مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس افسر نے جواب دیا کہ اس وقت ہم ان کی حفاظت کے ذمہ وار ہیں۔ ہم اس لئے ساتھ ہیں کہ بٹالہ سے جہلم اور جہلم سے بٹالہ تک بحفاظت تمام ان کو واپس پہنچا دیں۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ تم دوست ہو یا دشمن۔ ممکن ہے کہ تم اس بھیس میں کوئی حملہ کر دو اور نقصان پہنچاؤ۔ پس یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ یہ واقعہ حضرت صاحب کی نظر سے ذرا ہٹ کر ہوا تھا کیونکہ آپ اور طرف مصروف تھے۔ اسکے بعد راستہ میں آپ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ مَیں بھی سفر میں آنحضور کے قدموں میں تھا۔ حضور ہنس کر فرمانے لگے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا انتظام ہے جو اپنے وعدوں کو پورا کر رہا ہے۔

(942) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جس وقت لدھیانہ میں حضرت صاحب کا مباحثہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ہوا۔ تو یہ مباحثہ دیکھ کر میاں نظام الدین لدھیانہ والا احمدی ہو کر قادیان میں آیا۔ وہ بیان کیا کرتا تھا کہ مَیں کس طرح احمدی ہوا۔ کہتا تھا کہ مولوی محمد حسین نے مجھ کو کہا کہ مرزا صاحب سے دریافت کرو کہ کیا حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں ہیں؟ میں نے جا کر حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر آپ کے پاس حیات مسیح کا کوئی ثبوت ہو تو ایک دو آیات قرآن شریف سے لا کر پیش کریں۔ مَیں نے کہا: ایک دو کیا ہم تو ایک سو آیت قرآن شریف سے پیش کر دینگے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ جاؤ لاؤ۔ جب میں مولوی محمد حسین صاحب کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مرزا صاحب سے مَیں یہ اقرار لے کر آیا ہوں کہ ایک دو آیت کیا ہم قرآن شریف سے ایک سو آیت پیش کر دیں گے۔ جس پر مرزا صاحب مان لیں گے۔ مولوی صاحب نے کہا ''جا۔ وے تیری بیڑی ڈُب جائے یہ اقرار تُوں کیوں کر آیا؟'' مولوی نظام الدین کہتے تھے کہ مَیں نے جب یہ الفاظ مولوی صاحب کے مُنہ سے سنے تو مَیں سمجھا کہ مولوی صاحب کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اس پر مَیں نے آکر بیعت کر لی۔ حضرت صاحب اس وقت عموماً مسجد مبارک میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ جب کبھی میاں نظام الدین صاحب یہ واقعہ سنایا کرتے تھے تو حضرت صاحب سن کر بہت ہنسا کرتے تھے۔ میاں نظام الدین صاحب اس واقعہ کو اکثر دوستوں کے پاس بیان کیا کرتے تھے کیونکہ وہ پھر قادیان میں ہی رہے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَیں نے یہ واقعہ یوں سُنا ہوا ہے کہ جب مولوی نظام الدین صاحب نے یہ اقرار لے لیا کہ اگر حیات مسیح کے متعلق آپ کو ایک آیت بھی دکھا دی جائے تو آپ فوراً مان لیں گے تو وہ بہت خوشی خوشی مولوی محمد حسین صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ مَیں مرزا صاحب سے یہ اقرار لے آیا ہوں اب جلدی سے مجھے چند آیات نکال دیں۔ مولوی محمد حسین نے ناراض ہو کر کہا۔ او بے وقوف! ہم مرزا صاحب کو حدیث کی طرف کھینچ رہے تھے تو انہیں پھر قرآن کی طرف لے گیا۔ مولوی نظام الدین نے کہا۔ مولوی صاحب! اگر قرآن آپ کے ساتھ نہیں تو پھر مَیں تو اسکے ساتھ ہوں جس کے ساتھ قرآن ہے۔ مولوی صاحب نے کہا تو بیوقوف اور جاہل ہے۔ تجھے کچھ پتہ نہیں اور لوگوں سے کہا کہ اس کی روٹی بند کر دو۔

(943) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ بھائی جمال الدین مرحوم نے ایک دن بیان کیا کہ ایک دفعہ مَیں لاہور اس ارادہ سے گیا کہ کچھ حدیث پڑھ آؤں۔ ان دنوں میں مولوی محمد حسین صاحب چینیانوالی مسجد میں رہتے تھے۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ صبح تہجد کے وقت اپنے شاگردوں کو حدیث پڑھایا کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا حدیث کے حافظ ہیں اور مجھے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب بڑے عالم ہیں۔ جب میں واپس آیا اور حضرت صاحب کے پاس ایک روز ذکر کیا کہ مولوی محمد حسین صاحب اپنے شاگردوں کو زبانی حدیث پڑھاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا کہ وہ زبردست عالم ہیں۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا وہ ہمارے مقابل پر جواب لکھے، خدا اس کا سارا علم سلب کر لے گا۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا کہ وہ کوئی جواب نہیں لکھ سکا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس میں شُبہ نہیں کہ ظاہری علم کے لحاظ سے مولوی محمد حسین بٹالوی بہت بڑے عالم تھے اور کسی زمانہ میں ہندوستان کے علم دوست طبقہ میں ان کی بڑی قدر تھی۔ مگر خدا کے مسیح کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر انہوں نے سب کچھ کھو دیا۔

(944) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ مصنّف ''عصائے موسیٰ'' کو جب لاہور میں طاعون ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس یہ بات پیش ہوئی کہ حضور نے ''اعجاز احمدی'' میں لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین اور مصنف ''عصائے موسیٰ'' رجوع کر لیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ان کو مرنے دو۔ خدائی کلام کی تاویل بھی ہوسکتی ہے۔ آخر وہ طاعون سے ہی مر گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مصنّف عصائے موسیٰ سے بابو الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ مراد ہے جو شروع میں معتقد ہوتا تھا، مگر آخر سخت مخالف ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ فرعون قرار دیکر ان کے مقابل پر اپنے آپ کو موسیٰ کے طور پر پیش کیا مگر بالآخر حضرت صاحب کے سامنے طاعون سے ہلاک ہو کر خاک میں مل گیا۔

(945) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ مَیں ایک روز بٹالہ میں جمعہ پڑھنے کیلئے گیا۔ اس وقت مَیں جب بٹالہ جاتا تھا تو مولوی محمد حسین صاحب کے پیچھے جمعہ پڑھا کرتا تھا۔ انہوں نے بٹالہ میں خلیفیاں والی مسجد میں جمعہ پڑھانا تھا۔ جب انہوں نے خطبہ شروع کیا تو کہنے لگے کہ دیکھو مرزا حضرت مسیح ناصری کو ساہنسیوں اور گنڈیلوں سے تشبیہ دیتا ہے اور کیسی ہتک کرتا ہے۔ مجھے یہ الفاظ سُن کر نہایت جوش پیدا ہوا۔ اور مَیں نے اسی وقت اُٹھ کر مولوی صاحب کو ٹوکا کہ جو نقشہ مسیح کا آپ پیش کرتے ہیں اس کے ہوتے ہوئے اور کس سے تشبیہ دی جائے؟ مگر مولوی صاحب نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا اور نہ ہی یہ کہا کہ خطبہ میں بولنا منع ہے بلکہ خاموشی سے بات کو پی گئے۔ اس وقت ابھی مخالف کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت نہ ہوئی تھی۔

(946) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کیلئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سؤر مارنے کیلئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کیلئے آیا ہے اور باہر سؤروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو ساہنسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہوسکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں مسلمانوں کو کیسے خوشی ہوسکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ ہنستے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔

(948) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جہاں تک مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طرزِ عمل سے نتیجہ نکالا ہے وہ یہی ہے کہ حضور لڑکیوں کے پیدا ہونے کی نسبت لڑکوں کی پیدائش کو زیادہ پسند کرتے تھے اور زیادہ خوش ہوتے تھے اور اس معاملہ میں ان لوگوں کی رائے نہ رکھتے تھے جو کہا کرتے ہیں کہ لڑکی لڑکا چونکہ خدا کی دین ہیں اس لئے ہماری نظر میں دونوں برابر ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس میں کیا شُبہ ہے کہ اگر اور حالات برابر ہوں تو کئی لحاظ سے لڑکا، لڑکی سے افضل ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے اور فرق تو ظاہر ہی ہے کہ عام حالات میں لڑکا دین کی زیادہ خدمت کر سکتا ہے۔

(949) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک قصّہ بیان فرمایا کہ ایک بادشاہ تھا اس کی لڑکی پر کوئی فقیر عاشق ہو گیا اور کوئی صورت وصل کی نہ تھی۔ کہاں وہ فقیر اور کہاں وہ بادشاہ زادی! آخر وہ فقیر اس غم میں مر گیا۔ جب غسل دیکر اور کفن پہنا کر اسے دفن کرنے کیلئے تیار کیا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس کے ہونٹ ابھی ہل رہے ہیں۔ کان لگا کر غور سے سُنا۔ تو یہ شعر سُنائی دیئے۔

جانانِ مرا بمن بیارید
وِیں مردہ تنم بدو سپارید
گر بوسہ دہد بریں لبانم
ور زندہ شوم عجب مدارید

بادشاہ نے سُن کر کہا اچھا اس کی آزمائش کر لو۔ چنانچہ شہزادی کو کہا کہ اس مُردہ کو بوسہ دو۔ اسکے بوسہ دینے کی دیر تھی کہ وہ شخص اُٹھ بیٹھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہے تو یہ ایک قصّہ مگر اس سے حضرت صاحب کا یہ مطلب تھا کہ گو ہر مقصود کا مل جانا ایک ایسی چیز ہے کہ گویا مُردہ کو بھی زندہ کر دیتی ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یارب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں ✡ تو نے دیا ہے ایماں، تو ہر زماں نگہباں

تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں ✡ یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

طالب دعا: رحمت بی بی صاحبہ (مکرم شجاعت علی خان صاحب مرحوم اینڈ فیملی) دار الفضل، کیرنگ صوبہ اڈیشہ

”ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے“ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہر احمدی ہر بات کا جو خلیفۂ وقت کی طرف سے جماعت کی بہتری کیلئے کہی جارہی ہے اپنے آپ کو مخاطب سمجھے
اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے تو ایک انقلاب ہے جو ہم اپنی حالتوں میں لا سکتے ہیں

اپنے جائزے لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہم نے اپنے اندر کیا تبدیلی پیدا کی ہے اور دوسروں کو اس سے کیا فائدہ پہنچا رہے ہیں

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو انسان کی حیثیت ہی کیا ہے کہ یہ دعویٰ کرے کہ میں انصار اللہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا مددگار ہوں

”ہماری جماعت کیلئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکے سلسلۂ بیعت میں شامل ہیں
جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی روبہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں“

اب مامور زمانہ کے ساتھ جڑ کر انصار اللہ کا اصل کام یہ ہے کہ دنیا کو خدائے واحد کے آگے جھکانا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا

اگر ہم اپنی حالتوں میں حقیقت میں ایسی تبدیلی پیدا کرلیں، جب دین دنیا پر مقدم ہو جائے
تو یہی حقیقی تقویٰ ہے اور یہی وہ مقام ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی ہو جاتا ہے

اختتامی خطاب امیر المومنین سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ، یو کے، فرمودہ 18/ستمبر 2022ء

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

ابھی کچھ دیر پہلے میں نے لجنہ سے خطاب کیا تھا اور انہیں بعض باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ یہ باتیں صرف عورتوں کیلئے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں ان باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں مردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب کر کے یہ نیکیاں اپنانے اور ان کی طرف توجہ کرنے کا کہا ہے۔ ہاں میں نے بعض مثالیں عورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے ماحول کے مطابق دی ہیں لیکن اکثر مثالیں مردوں اور عورتوں دونوں پر لاگو ہوتی ہیں۔

مثلاً سچائی کے اعلیٰ معیار یا عبادتوں کی طرف توجہ ہے تو مردوں کو بھی یہی معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ جہاں اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بنیں وہاں اپنی اولاد کی تربیت کیلئے بھی نمونہ بن کر ان کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا بھی ذریعہ بنیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نصائح کا مخاطب اپنے آپ کو نہیں سمجھتے اور دوسرے کے بارے میں سمجھ کر پھر کہہ دیتے ہیں کہ دیکھا خلیفۂ وقت نے فلاں جماعت کو یا جماعت کے فلاں طبقے کو کس طرح سختی سے کہا ہے۔ وہ لوگ پھر یہ بھی آگے سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ تو ہیں ہی ایسے، ان کی اصلاح ہونی چاہیے تھی۔ اپنے گریبان میں یہ لوگ نہیں جھانکتے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ کہ ہر ایک اپنے آپ کو اس کا مخاطب سمجھے اور اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے، اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہوں۔

اور یہ دیکھنا چاہیے کہ جو باتیں دوسروں کو کہی جا رہی ہیں، کسی بھی طبقے کو خلیفۂ وقت مخاطب ہے اور وہ اسلامی تعلیم کے مطابق بعض امور کی طرف توجہ دلا رہا ہے تو ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم اس معیار پر پورا اتر رہے ہیں جو مختلف نیکیوں کے قائم کرنے اور انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کے معیار ہیں۔ پس اگر یہ بات سمجھ آجائے کہ خلیفۂ وقت کسی بھی ملک کے احمدیوں کو بعض امور کی طرف توجہ دلا رہا ہے یا جماعت کے کسی بھی طبقے کو مختلف نیکی کی باتوں کی طرف توجہ دلا رہا ہے تو ہم بھی بحیثیت احمدی اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم میں یہ نیکیاں موجود ہیں جن کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے یا ہم میں یہ کمزوریاں تو نہیں ہیں جن کے چھوڑنے کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے۔ پس اب جبکہ ٹی وی کے ذریعہ تمام دنیا رابطوں کے لحاظ سے ایک ہو گئی ہے، ہر احمدی ہر بات کا جو خلیفۂ وقت کی طرف سے جماعت کی بہتری کیلئے کہی جا رہی ہے اپنے آپ کو مخاطب سمجھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے تو ایک انقلاب ہے جو ہم اپنی حالتوں میں لا سکتے ہیں۔

پس پہلی بات تو یہ ہے کہ جو باتیں میں نے لجنہ میں کی ہیں انکا انصار اپنے آپ کو بھی مخاطب سمجھیں۔

اور جب مرد اور عورت ایک ہو کر نیکیوں کو اختیار کرنے اور بدیوں کو ترک کرنے کیلئے کوشش کریں گے تو پھر ایک انقلاب ہوگا جو ہم اپنے گھروں میں بھی لا سکیں گے، اپنی حالتوں میں بھی لا سکیں گے، اپنے بچوں میں بھی لا سکیں گے اور اپنے معاشرے میں بھی لا سکیں گے۔

پس انصار اللہ کی عمر کو پہنچے ہوئے مرد جو اپنی عمر کے لحاظ سے اپنی سوچ کی بلوغت کو بھی پہنچ چکے ہیں انہیں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہر نیکی کی بات جو جماعت کے کسی بھی طبقے کو مخاطب کر کے کی جا رہی ہے اسے ہم نے نہ صرف اپنے پر لاگو کرنا ہے بلکہ دوسروں کے سامنے نمونہ بن کر حقیقی اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دنیا کی اصلاح کیلئے اور اسلام کی حقیقی تعلیم کے پھیلانے کیلئے آئے تھے، جن کو ہم نے مانا، اس لیے کہ اپنی بھی اصلاح کریں اور دنیا کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کریں تو پھر اس کیلئے ہر نیکی کو اختیار کرنے اور ہر بدی کو بیزار ہو کر ترک کرنے کی ہمیں خاص کوشش کرنی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو جو مختلف مواقع پر نصائح فرمائیں اس کے حوالے سے بھی چند باتیں آپ سے کرنا چاہوں گا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ انصار اللہ کی عمر کے لوگ اپنی عقل اور تجربے کے لحاظ سے انتہا کو پہنچے ہوئے ہوتے ہیں، پس یہ بات ان سے یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنی دینی، روحانی اور اخلاقی حالتوں کے بھی اعلیٰ نمونے دکھائیں۔

اپنے جائزے لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہم نے اپنے اندر کیا تبدیلی پیدا کی ہے اور دوسروں کو اس سے کیا فائدہ پہنچا رہے ہیں۔

ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ”ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔“

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 9، ایڈیشن 1984ء)

پس جماعت کا عقل و حکمت اور تجربے کے لحاظ سے جو بہتر حصہ کہلا سکتا ہے جیسا کہ میں نے کہا وہ آپ لوگ ہیں جو انصار کی عمر کے ہیں۔ پس عبادتوں کے معیار کے لحاظ سے بھی اور اعلیٰ اخلاق اور دوسری نیکیوں کے لحاظ سے بھی انصار اللہ ہی وہ تنظیم ہونی چاہیے جو نمونے قائم کرنے والی ہو اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب انسان کے دل میں تقویٰ ہو، تبھی انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے، تبھی انسان کی عبادتوں کے اور اعلیٰ اخلاق کے معیار قائم ہوتے ہیں، تبھی ایک انسان حقیقی انصار میں شمار ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وجہ سے اپنے ماننے والوں کو بے شمار جگہ بڑے درد کے ساتھ تقویٰ پر چلنے کے بارے میں بار بار نصیحت فرماتے رہے کیونکہ تقویٰ ایک بنیادی چیز ہے۔ چنانچہ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں ”بجز تقویٰ کے اَور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129)“ (ملفوظات جلد 1، صفحہ 10، ایڈیشن 1984ء) یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔

پس ہر ایک ہم میں سے جائزہ لے کہ کس حد تک ہم میں تقویٰ ہے اور ہمارے احسان کرنے کے کیا معیار ہیں۔ تبھی ہم حقیقی انصار کہلا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ محسنون میں شمار ہوتے ہیں۔ پس جب ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ ہم انصار اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں، اس کے دین کے مددگار ہیں تو پھر یہ خصوصیت بھی پیدا کرنی ہوگی کہ تقویٰ بھی ہو اور محسن بھی ہم ہوں۔

اللہ تعالیٰ کو ہماری کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ وہ سب طاقتوں کا مالک ہے۔ یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے ایک نظام قائم فرمایا اور یہ نظام بنا کر فرمایا کہ تم اس نظام کا حصہ بن جاؤ اور میرے دین کے مددگار بن جاؤ تو میں تمہیں اس طرح سمجھوں گا جس طرح تم اللہ تعالیٰ

کے دین کے مددگار ہو لیکن یہ یاد رہے کہ مَیں یعنی اللہ تعالیٰ صرف انہیں دین کے مددگار سمجھوں گا جو تقویٰ کو اختیار کرنے والے ہیں اور احسان کرنے والے ہیں۔

تقویٰ کیا ہے؟ یہی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کا خوف، اس کی خشیت دل میں ہو اور ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور اسی طرح محسن وہ ہیں جو نیک باتوں کا علم رکھنے والے اور نیکیاں کرنے والے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں اس وقت اپنا مددگار سمجھوں گا جب تم میں تقویٰ ہوگا اور تمہارا ہر عمل اور خیال نیکیوں پر منتج ہو اور پھر میں تمہارے کاموں میں برکت ڈالوں گا۔ میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں۔ تم دین کی خدمت کے لیے جو کام بھی کرو گے اس میں کامیابی بھی عطا کروں گا۔

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو انسان کی حیثیت ہی کیا ہے کہ یہ دعویٰ کرے کہ میں انصار اللہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا مددگار ہوں۔

ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ایک کے بعد دوسرا سانس بھی نہیں لے سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے دین کا مددگار قبول کرتا ہوں اور میری مدد تمہارے ساتھ ہوگی بشرطیکہ تم تقویٰ پر چلو اور نیکیاں بجا لانے والے ہو۔ پھر ہمارے کاموں کے جو ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر کرتے ہیں ایسے بھرپور نتائج نکلیں گے کہ نظر آئے گا کہ واقعی یہ لوگ انصار اللہ ہیں اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ان کے کاموں میں بے انتہا برکت عطا فرماتا ہے۔

پس یہ سوچ ہے جو ہم میں سے ہر ناصر کی ہونی چاہیے کیونکہ اس کے بغیر ہماری بیعت کا مقصد ہی کوئی نہیں رہتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر یہ نصیحت فرمائی کہ

”ہماری جماعت کیلئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکے سلسلۂ بیعت میں شامل ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی روبہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔“

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 10، ایڈیشن 1984ء)

پس اگر ہمارا نعرہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا ہے تو اپنے نفس کو پہلے پاک صاف کرنا ہوگا تا کہ پھر اس مسیح موعودؑ کے مددگار بن کر دنیا کو برائیوں اور شرک سے پاک کریں اور خدائے واحد کے نور سے دلوں کو منور کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کیلئے مبعوث فرمایا ہے لیکن اگر ہمارے اپنے ہی دل دنیا کی گندگیوں اور غلاظتوں اور لالچوں میں پڑے ہوئے ہیں تو پھر ہم دنیا کی کس طرح اصلاح کر سکتے ہیں۔ پس اب مامورِ زمانہ کے ساتھ جڑ کر انصار اللہ کا اصل کام یہ ہے کہ دنیا کو خدائے واحد کے آگے جھکانا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا۔

پس اس کیلئے خود ہمیں اپنے اندر جھانکنا ہوگا کہ کس قسم کے انصار اللہ ہم ہیں۔ اپنے اندرونی جائزے لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔“ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اسکا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ فرمایا ”......اگر ہماری جماعت بھی خدا نخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔“ اس عمر کو پہنچ کے خاتمہ بالخیر کی بھی فکر ہوتی ہے۔ فرمایا اگر زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔“

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 11، ایڈیشن 1984ء)

پس ہم حقیقی انصار اس وقت بن سکتے ہیں جب عمدہ بیج بنیں اور عمدہ بیج بننے کیلئے اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر چلنا اور زمانے کے امام اور مامور کی کامل پیروی اور اطاعت کرنا ضروری ہے اور جب یہ ہوگا تو پھر ہم اس بیج کے وہ پھل دار درخت ہوں گے جو دنیا کو نیکیوں کے پھل کھلانے والے ہوں گے۔ ہمارے قول و فعل کا ایک ہونا جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہوگا وہاں ہماری نسل کی اصلاح کا بھی ذریعہ ہوگا اور ہمیں یہ تسلی ہوگی کہ ہم اپنی نسلوں میں بھی تقویٰ اور نیکی کی جڑ لگا کر جا رہے ہیں۔ وہ پیوند لگا کر جا رہے ہیں جس سے اگلی نسل بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ جڑ کر وہ پھل دار درخت بنیں گے جن پر نیکیوں کے پھل لگتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کو بھی خدائے واحد کی طرف لانے والے بنیں گے تا کہ مامور زمانہ کے حقیقی انصار بن سکیں۔

پس اس مضمون کو جتنا کھولتے جائیں اتنا ہی ہمیں احساس ہوتا جائے گا کہ انصار اللہ کی کیا اہمیت ہے اور ہم نے اپنے عہد کو کس طرح نبھانا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو اپنی تقاریر اور مجالس میں اس شدت سے بیان فرمایا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپؑ اپنے ماننے والوں کے کیا معیار دیکھنا چاہتے تھے اور یہی معیار ہیں جو جماعتی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ وطہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔“ یعنی قرآن کریم کی جو تعلیم ہے اس کو دیکھو، اس کو غور سے پڑھو، اس کو سمجھو، اسکے حکموں پر عمل کرو تب پتہ لگے گا کہ نیکی میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ جب ایک لائحہ عمل ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں سے ایک نشان یہ بھی رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔“ پھر آپؑ نے فرمایا کہ متقی کی علامت کیا ہے۔ بہت ساری علامتیں ہیں پھر ایک علامت کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں ”جیسے کہ فرمایا وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 3-4)“ یعنی اور جو اللہ سے ڈرے اس کیلئے وہ نجات کی کوئی نہ کوئی راہ بنا دیتا ہے اور وہ اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔ آپؑ فرماتے ہیں ”جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کیلئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کیلئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اسکے علم و گمان میں نہ ہوں۔ یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے۔“ متقی کی علامتوں میں سے ایک نشانی آپؑ نے علامت یہ بھی بتائی ہے ”کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔“

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء)

پس بڑے سوچنے کی بات ہے، غور کرنے کی ضرورت ہے۔ عموماً ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں لوگ اس بڑی عمر کو جب پہنچتے ہیں جب ان کے بچے بھی بڑے ہو رہے ہوتے ہیں تو ان کی ضروریات کی انہیں زیادہ فکر شروع ہو جاتی ہے، ان کی تعلیم اور متفرق اخراجات کیلئے زیادہ سوچتے ہیں۔ چالیس سال کی عمر ایسی ہے جب یہ سوچیں زیادہ شروع ہو جاتی ہیں اور پھر بعض لوگ جو دنیا میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں یا جن کو خدا تعالیٰ پر توکل کم ہوتا ہے وہ ان اخراجات کو پورا کرنے کیلئے مختلف حیلے اور طریقے تلاش کرتے ہیں چاہے جائز ہوں یا ناجائز ہوں جو بسا اوقات ناجائز بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً یہاں ہم عام دیکھتے ہیں کہ اپنے اخراجات کیلئے، بچوں کے اخراجات کیلئے، مکان خریدنے کیلئے یا کسی اَور دنیاوی خواہش کو پورا کرنے کیلئے بہت سے لوگ اپنے ٹیکس بھی غلط طریقے سے بچاتے ہیں اور دوسری قسم کے دھوکے دینے کی بھی کوشش کرتے ہیں حتی کہ بعض احمدی بھی یہ کام کرتے ہیں اور پھر دنیاوی معاملات میں ہی نہیں بلکہ چندوں کی ادائیگی میں بھی اپنی آمد غلط بتا دیتے ہیں حالانکہ چندوں کے بارے میں تو ان کیلئے واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر شرح سے چندہ نہیں دے سکتے تو چھوٹ لے لیں۔ کوئی مجبوری نہیں ہے ایسی کہ زبردستی چندہ لیا جائے گا اور کہہ دیں کہ اس سے زیادہ میں اپنے حالات کی وجہ سے چندہ نہیں دے سکتا لیکن غلط بیانی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے اندر تقویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ خود انتظام کر دے گا یا تھوڑے میں ایسی برکت عطا فرما دیتا ہے کہ غیر محسوس طریقے پر اخراجات پورے ہونے کے سامان ہوتے ہیں اور یہ صرف منہ سے کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ بے شمار احمدی ایسے ہیں جو مجھے یہ لکھتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور اللہ تعالیٰ نے غیر متوقع طور پر ہمارے لیے ایسے سامان کر دیے کہ ہمارے اخراجات پورے ہو گئے، ہماری مالی ضرورت پوری ہوگئی۔

بے شمار ایسے واقعات جیسا کہ میں نے کہا میرے پاس موجود ہیں۔ اس وقت اتنا وقت نہیں ہے کہ میں وہ یہاں پیش کروں۔ وقتاً فوقتاً بیان کرتا رہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وضاحت میں خود اس کی مثال دی ہے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ غلط بیانی کیے بغیر کام نہیں چل سکتا اس لیے جھوٹ بولتے ہیں اور پھر ڈھٹائی سے مجبوری کا دوسروں کے سامنے اظہار بھی کر دیتے ہیں کہ ہم نے اس لیے جھوٹ بولا تھا۔ بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 1، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”یہ امر ہرگز سچ نہیں۔“ یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ بالکل جھوٹ ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ متقی کے پریشانی سے نکلنے کے سامان عطا فرمانے کا وعدہ کرے اور دوسری طرف بعض لوگوں کو کہہ دے کہ تم غلط بیانی اور جھوٹ سے کام لو اور خود ہی اس مشکل سے نکل جاؤ۔ یہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں ہے۔ جس خدا پر ہم یقین رکھتے ہیں، ہم ایمان رکھتے ہیں اس کی تو یہ شان نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”......یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے وہ بڑا طاقت والا ہے۔ جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کرو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق: 4)“

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء)

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۔ اور

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر : عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-96465-61639, +91-85579-01648

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کیلئے کافی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر توکل ضروری ہے اور یہ توکّل بغیر تقویٰ کے پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہ زبانی جمع خرچ نہیں ہے کہ منہ سے کہہ دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہیں بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے اخلاق اعلیٰ سطح پر لے جانے کی ضرورت ہے۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اگر ہم اپنی حالتوں میں حقیقت میں ایسی تبدیلی پیدا کر لیں، جب دین دنیا پر مقدم ہوجائے تو یہی حقیقی تقویٰ ہے اور یہی وہ مقام ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی ہوجاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے۔ ان کی ساری فکریں محض دینی امور کیلئے تھیں اور دنیاوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔“ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء) اللہ تعالیٰ متقی کے راستے کی تمام دنیاوی روکیں دُور فرما دیتا ہے جو اس کے دین کے کام میں حارج ہوں۔

پس اگر دنیاوی کاموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نمازوں کی وقت پر ادائیگی ہم کر رہے ہیں اور اسی طرح دوسرے دنیوی کاموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جماعتی کاموں اور دین کے کاموں کو ترجیح دے رہے ہیں تو وہ سب طاقتوں کا مالک خدا فرماتا ہے میں تمہارے ساتھ ہوں، تمہاری فکروں کو دُور کروں گا۔ پس انسان نے خدا تعالیٰ کی کیا مدد کرنی ہے، اللہ تعالیٰ ہے جو ہمیں دین کی خدمت کا موقع دیتا ہے، ہماری نیکیوں کے ہمیں اجر دیتا ہے، ہماری ضروریات پوری فرماتا ہے اور پھر ان تمام نوازشوں کے بعد ہمیں اپنے دین کے مددگاروں میں شامل فرماتا ہے۔ یہ بھی اعلان فرما دیتا ہے۔ کتنا مہربان ہے ہمارا خدا۔ کس قدر دیالو ہے ہمارا خدا۔ اس کا ہم کبھی احاطہ ہی نہیں کر سکتے۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقیقی شکر گزار بندے بنتے ہوئے، اس کے حکموں پر چلتے ہوئے، تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بنیں اور یہی ہمارے حقیقی انصار ہونے کی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کرلیں۔ دعا

(دعا کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا) ایک منٹ ذرا ٹھہر جائیں۔ لجنہ کی حاضری جو دوبارہ لجنہ نے بھیجی ہے ان کی حاضری چھ ہزار آٹھ سو تیس ہے اور انصار اللہ کی حاضری یہ ابھی بتا ہی چکے ہیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل یکم نومبر 2022)

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

مکرم ریحان احمد صاحب آف جماعت احمدیہ کنور، کیرالہ کا ذکر خیر

(سلطان احمد، جماعت احمدیہ چنئی صوبہ تامل ناڈو)

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اَے دل تو جاں فدا کر

میرے بھائی محترم ریحان احمد صاحب 3/ جنوری 2023 کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 4/ جنوری کو کنور میں ادا کی گئی اور وہیں قبرستان میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ بوقت وفات آپ کی عمر 63 سال تھی۔ وصیت کے بابرکت نظام میں شامل تھے الحمد للہ۔ بوقت وفات سیکرٹری اصلاح وارشاد کے عہدہ پر فائز تھے۔ آپ 24 سال سعودی عرب میں مقیم رہے۔ وہاں بھی مختلف خدمات کی توفیق پاتے رہے۔ جب سیکرٹری مال کی ذمہ داری ادا کر رہے تھے کسی نے وہاں کی حکومت کو شکایت کردی۔ 6/ دسمبر 2006 کو جمعہ کی نماز کے دوران پولیس آگئی اور 60 احمدیوں کو گرفتار کرلیا اور جیل میں ڈال دیا۔ ان اسیران راہ مولیٰ میں محترم ریحان احمد صاحب بھی تھے۔ سب کے ساتھ 14 دن آپ کو بھی جیل میں رہنا پڑا۔ اسکے ایک مہینہ بعد وہاں کی حکومت نے ہندوستان بھیج دیا جس کی وجہ سے بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ آپ نے صوبہ کیرالہ میں کنور میں اپنی رہائش اختیار کر لی۔ در اصل آپ کا وطن پینگاڑی ہے۔ پینگاڑی جماعت کا شمار صوبہ کیرالہ کی پرانی جماعتوں میں ہوتا ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تھے۔ جن کی شادی ہماری والدہ کی پھوپی جان سے ہوئی تھی۔ اس طرح حضرت مفتی صاحب والدہ صاحبہ کے پھوپھا تھے۔ ہم 3 بھائی اور 2 بہنیں ہیں جن میں سے ایک بھائی ریحان احمد صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ آپ کو ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے بھائی کی مغفرت فرمائے اور اپنے قرب خاص میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ☆☆

شہدائے احمدیت

خوست یا برکینا فاسو ہو کہ پھر لاہور ہو ☆ ہر شہادت سے جماعت میں اضافہ ہوگیا

نصر الحق (نصر نیپالی) معلم سلسلہ ارشاد وقف جدید

دیکھئے اللہ کا کیسا کرشمہ ہو گیا
نور برسا اسقدر کہ ہر سو جلوہ ہو گیا
غم کریں اس پر بھلا کیوں جو ہمارا ہی نہیں
جان و دل اسکا دیا تھا سو اسی کا ہو گیا
روشنی آتی رہے ہم تک حجاز و ہند سے
قادیاں حرمین سے ملکر وسیلہ ہو گیا
وہ سبھی کچھ لوٹ لے ایماں تو اپنے پاس ہے
دل میں گر ایماں ہے پھر اپنا چارا ہو گیا
ہم چلے مقتل کی جانب اطمینان قلب سے
دشمنان احمدیت کا تماشا ہو گیا
خوست یا برکینافاسو ہو کہ پھر لاہور ہو
ہر شہادت سے جماعت میں اضافہ ہو گیا
چاہے تم کلمہ مٹاؤ یا کرو مسجد شہید
کون سا اس سے کبھی اپنا خسارا ہو گیا
اے شہادت پانے والو تم پے ہم کو ناز ہے
تیرے ناحق خون سے دنیا میں کیا کیا ہو گیا
مرضیٔ مولیٰ پہ راضی ہم رہیں ہر حال میں
جو ہمارا ہے میرے مولیٰ کا سارا ہو گیا
رائیگاں جاتا نہیں خون شہید اَے کم نظر
راہ مولیٰ میں جو مرتا ہے وہ زندہ ہو گیا
الوداع اے جاودانی زندگی کے راہرو
صبر کے جذبات سے اپنا گذارا ہو گیا
کوششیں انتھک ہوئیں محدود کرنے کی نصرؔ
پھر بھی سب عالم میں اپنا خوب چرچا ہو گیا

......☆......☆......☆......

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14/دسمبر 2022ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ ثریا جاہ صاحبہ
اہلیہ مکرم ملک محمد خان صاحب مرحوم (پرلی، یو.کے)

11/دسمبر 2022ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ (نیلا گنبد والے) کی نواسی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دیندار، صاف گو اور خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ چندوں میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ آپ کو عمرہ کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحومہ 1/8 حصہ کی موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ مرحومہ ڈینٹل ڈاکٹر مکرم حامد محمود صاحب (آف یوکے) کی والدہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم شیخ سعید احمد صاحب
(ضلعی امیر کھمم صوبہ تلنگانہ، انڈیا)

14/اکتوبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم نے 1984ء سے لے کر 2019ء تک مسلسل جماعت کاسرلہ پہاڑ کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ علاقہ میں تبلیغی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ کئی نئی جماعتیں قائم ہونے میں ان کی کوششیں بھی شامل تھیں۔ مرحوم ایک مخلص احمدی تھے۔ نرم خو، مہمان نواز، سنجیدہ طبع اور کئی خوبیوں کے حامل نیک انسان تھے۔ چندہ جات میں بڑے باقاعدہ تھے اور وقت سے پہلے ادائیگی کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(2) مکرم ایم نظام الدین صاحب
(معلم سلسلہ کڈیانلور صوبہ تامل ناڈو، انڈیا)

12/اکتوبر 2022ء کو 55 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ گھر والوں کی شدید مخالفت کے باوجود آپ ثابت قدم رہے۔ 36 سال کی عمر میں 2003ء میں زندگی وقف کرکے جامعۃ المبشرین قادیان میں چھ ماہ کا عارضی معلم کا کورس مکمل کیا اور مختلف جماعتوں میں بطور معلم سلسلہ خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم تعلیم القران کی کلاسیں لیتے اور بڑی حکمت کے ساتھ تبلیغ کرتے تھے۔ دس سال سے زائد عرصہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ کا تامل زبان میں ترجمہ کرتے رہے۔ تبلیغی و تربیتی امور پر اچھی تقریر کرنے کا انہیں ملکہ حاصل تھا۔ ہمیشہ چہرہ پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔ بہت اطاعت گزار تھے۔ ہمیشہ مخلصانہ خدمت کرتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک نواسا شامل ہیں۔

(3) مکرمہ سیدہ صالحہ بیگم صاحبہ بنت مکرم سید یوسف شاہ صاحب کشمیری مرحوم (اسلام آباد، کشمیر، انڈیا)

11/جولائی 2022ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت سید محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ (آف صوبہ بہار) کی نواسی تھیں۔ مرحومہ عبادت گزار، تقویٰ شعار، دلیر، ہمدرد اور ایک نیک فطرت خاتون تھیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کثرت سے کرتی تھیں۔ گھر میں ایک لائبریری بنائی ہوئی تھی۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔ مقامی سطح پر لجنہ کی سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پیشہ کے لحاظ سے ٹیچر تھیں۔ آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(4) مکرم رانا محمد سلیم خان صاحب
(آف کریام حال لاہور)

30/اکتوبر 2022ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، دعاگو، سب کا خیال رکھنے والے ایک مخلص اور نیک دل انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(5) مکرم شیخ وحید احمد فرید صاحب
(دنیاپور ضلع لودھراں)

18/نومبر 2022ء کو 53 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم خدمت دین اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، ایک بے ضرر اور نیک انسان تھے۔ جماعتی عہدیداروں اور واقفین زندگی کا احترام اور ان کی مہمان نوازی کرنا ان کا ایک خاص وصف تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ اور دو بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔ آپ کی بہن مکرم عامر فہیم صاحب زونل مشنری غانا کی اہلیہ ہیں۔ آپ کے ایک بھتیجے عزیزم شیخ تفرید احمد جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔

(6) مکرم باسل احمد صاحب (مربی سلسلہ، ربوہ)

2/نومبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ کچھ عرصہ قبل گردے خراب ہونے کی وجہ سے ان کے ڈائیلائسز ہوتے رہے۔ پھر اچانک دماغی شریان پھٹ گئی جو وفات کا باعث بنی۔ مرحوم ہر دل عزیز تھے۔ خلافت سے بہت محبت تھی۔ فرائض کی ادائیگی احسن رنگ میں کرتے تھے۔ بڑوں کا احترام کرنے والے اور بچوں سے پیار اور شفقت سے پیش آنے والے تھے۔ تنظیمی کاموں اور خدمت خلق میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپنی بیماری کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دیتے تھے۔ ہر حال میں خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے اور اس کا شکر ادا کرنے والے ایک نیک فطرت انسان تھے۔

(7) مکرمہ زرینہ رضا صاحبہ
اہلیہ مکرم سید محمد رضا بسمل صاحب (کراچی)

25/نومبر 2022 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت منشی رحیم بخش رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی تھیں جنہوں نے حضرت ڈاکٹر عبد الستار صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قادیان جا کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ مرحومہ سادہ مزاج، نیک دل، دعاگو، ملنسار، مہمان نواز اور درویش صفت خاتون تھیں۔ نہایت کفایت شعار تھیں۔ خلافت سے بہت پیار اور وفا کا تعلق تھا۔ آپ کو بحیثیت صدر حلقہ لجنہ اماء اللہ بلدیہ ٹاؤن کراچی خدمت کی توفیق ملی اور لمبا عرصہ تک وہاں سیکرٹری مال کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی دونوں بیٹیاں واقف زندگی مربیان سے بیاہی ہوئی ہیں۔ ایک بیٹی اپنے میاں کے ساتھ افریقہ کے ملک مالی میں خدمت بجالانے کی وجہ سے والدہ کی وفات پر حاضر نہیں ہوسکیں۔

(8) عزیزم عبدالحئی
ابن مکرم مظفر احمد قمر صاحب (ربوہ)

16/اکتوبر 2022ء کو برین ہیمبرج کی وجہ سے 22 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم وقف نو کی تحریک میں شامل تھے۔ باجماعت نمازوں کے پابند، قرآن کریم کی خوش الحانی سے روزانہ تلاوت کرتے، سچ پر کاربند، صابر و شاکر، بہت بہادر اور ایک سعادت مند نوجوان تھے۔ سکول میں بڑی محنت اور ذہانت سے اپنی پڑھائی مکمل کی۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لیتے اور نمایاں پوزیشن حاصل کرتے تھے۔ بڑوں سے ادب سے پیش آتے اور چھوٹوں سے شفقت کا سلوک کرتے تھے۔ چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح :: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18/فروری 2023ء بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک اسلام آباد (یو.کے) میں درج ذیل دو نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

۞ عزیزہ عنبرین خان بنت مکرم محمد الیاس خان صاحب (کینیڈا) ہمراہ عزیزم مدثر احمد بیگ (کینیڈا) ابن مکرم اجمل امجد بیگ صاحب (لاہور)

۞ عزیزہ صفا نور احمد بنت مکرم مرزا خلیق احمد صاحب (لندن، یو.کے) ہمراہ عزیزم عاطف احمد (واقف نو) ابن مکرم ناصر احمد سلیم صاحب (جرمنی)

128 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 29، 30 اور 31/دسمبر 2023ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 128 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29، 30 اور 31/دسمبر 2023ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کرکے تیاری شروع کردیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271
Pro. SK.Sultan
97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
➤ Rajahmundry
➤ Kadiyapu lanka, E.G.dist.
➤ Andhra Pradesh 533126.
➤ #email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دَور میں سلطنتِ روم کے خلاف ہونے والی مہمات کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 26 اگست 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چوتھے لشکر کا امیر کس کو مقرر کیا اور کہاں روانہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: چوتھا لشکر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں شام کی طرف روانہ کیا تھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ شام جانے سے قبل قضاعہ کے ایک حصہ کے صدقات کی تحصیل کیلئے مقرر تھے۔

سوال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف جانے سے پہلے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرو بن عاص نے جب روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؓ کو رخصت کرنے نکلے۔ فرمایا: اے عمرو! تم رائے اور تجربہ کے مالک ہو اور جنگی بصیرت رکھتے ہو۔ تم اپنی قوم کے اشراف اور مسلم صلحاء کے ساتھ جا رہے ہو اور اپنے بھائیوں سے ملو گے۔ لہٰذا ان کی خیر خواہی میں کوتاہی نہ کرنا اور ان سے اچھے مشورے کو نہ روکنا کیونکہ تمہاری رائے جنگ میں قابلِ تعریف اور انجام کار بابرکت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی مشورہ دے تو ان سے اچھے مشورے کو نہ روکنا، اگر تمہارے پاس کوئی تجویز ہے تو اسکو بے شک استعمال کرنا۔

سوال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس نصیحت کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کتنا بہتر ہے میرے لیے کہ میں آپؓ کے گمان کو سچ کر دکھاؤں اور آپؓ کی رائے میرے بارے میں خطا نہ کرے۔ اور پھر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

سوال حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا لشکر کتنے ہزار کا تھا اور آپؓ کی منزل مقصود کیا تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؓ کی فوج چھ سات ہزار کے درمیان تھی اور انکی منزلِ مقصود فلسطین تھی۔

سوال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قضاعہ کے دوسرے نصف حصہ کی صدقات کی تحصیل کیلئے کس کو مقرر کیا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قضاعہ کے دوسرے نصف حصہ کی صدقات کی تحصیل کیلئے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ مقرر کیے گئے تھے۔

سوال حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور رومیوں کی فوج کے مابین لڑائی کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمروؓ نے اپنی فوج کو منظم کیا۔ جب رومی حملہ آور ہوئے تو مسلمان انکا حملہ روکنے میں کامیاب ہو گئے اور رومی فوج کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا اور اسکے بعد ان پر جوابی حملہ کر کے دشمن کی قوت کو تباہ کر دیا اور راہِ فرار اختیار کرنے اور میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اسلامی فوج نے ان کا پیچھا کیا اور روم کے ہزاروں فوجی مارے گئے اور اسی پر یہ معرکہ ختم ہو گیا۔

سوال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کیا خط لکھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ اے ابوعبداللہ! میں تم کو ایک ایسے کام میں مصروف کرنا چاہتا ہوں جو تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کیلئے بہترین ہے سوائے اسکے کہ تمہیں وہ کام زیادہ پسند ہو جو تم انجام دے رہے ہو۔

سوال حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خط کے جواب میں کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خط کے جواب میں لکھا کہ میں اسلام کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور اللہ کے بعد آپؓ ہی ایک ایسے شخص ہیں جو ان تیروں کو چلانے اور جمع کرنے والے ہیں۔ آپؓ دیکھیں کہ ان میں سے جو تیر نہایت سخت، زیادہ خوفناک اور بہترین ہو اسے اس طرف چلا دیجیے جس طرف آپؓ کو کوئی خطرہ نظر آئے۔

سوال جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں کس چیز کا حکم دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ مدینہ سے باہر جا کر خیمہ زن ہو جائیں تا کہ لوگ آپؓ کے ساتھ جمع ہوں۔

سوال حضرت عمروؓ نے روم کی جانب پیش قدمی کی تو آپؓ کے ساتھ کتنے ہزار کا دستہ تھا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت عمروؓ نے ایک ہزار مجاہدین پر مشتمل دستہ تیار کیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روم کی جانب پیش قدمی کیلئے روانہ کیا۔ یہ دستہ رومیوں سے جا ٹکرایا اور دشمن کی قوت کو پارہ پارہ کر کے ان پر فتح حاصل کی اور بعض قیدیوں کے ساتھ واپس ہوا۔

سوال اَجْنَادَین کی فتح کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کیا خط لکھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اَجْنَادَین کی فتح کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک خط کے ذریعہ یہ خوشخبری سنائی۔ اسکا متن اس طرح ہے کہ السلام علیکم۔ میں آپکو خبر دے رہا ہوں کہ ہماری اور مشرکین کی جنگ ہوئی اور انہوں نے ہمارے مقابلے میں بڑے بڑے لشکر اجنادین میں جمع کر رکھے تھے۔ انہوں نے اپنی صلیبیں بلند کی ہوئی تھیں اور کتابیں اٹھائی ہوئی تھیں اور انہوں نے اللہ کی قسم کھا رکھی تھی کہ وہ فرار اختیار نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہمیں فنا کر دیں یا ہمیں اپنے شہروں سے نکال باہر کریں اور ہم بھی اللہ پر پختہ یقین اور اس پر توکّل کرتے ہوئے نکلے۔ پھر ہم نے کسی قدر ان پر نیزوں سے وار کیا پھر ہم نے تلواریں نکالیں اور انکے ذریعہ دشمن پر اتنی دیر تک ضربیں لگائیں جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے تیار کیا جاتا ہے۔

سوال اَجْنَادَین یا اجنادِین کہاں واقع ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اَجْنَادَین یا اجنادِین فلسطین کے نواحی علاقوں میں سے یہ ایک معروف بستی کا نام ہے۔

سوال حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مدد کیلئے کون کون اشخاص فلسطین روانہ ہوئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بُصریٰ کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ، حضرت ابوعُبیدہؓ، حضرت شرحبیلؓ اور حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو ساتھ لے کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مدد کیلئے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے۔

سوال رومیوں نے جب مسلمانوں کی آمد کی بابت سنا تو انہوں نے کیا کیا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رومیوں نے جب مسلمانوں کی آمد کے متعلق سنا تو وہ اجنادین کی طرف ہٹ گئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب اسلامی لشکروں کے متعلق سنا تو وہ وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ اسلامی لشکروں سے جا ملے اور پھر سب اجنادین کے مقام پر جمع ہو گئے اور رومیوں کے سامنے صف آرا ہو گئے۔

سوال روم کی شام میں کون کون سی فوجیں تھیں اور انہوں نے کہاں کہاں اپنے مراکز بنائے ہوئے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: روم کی شام میں دو افواج تھیں۔ ایک فلسطین میں اور دوسری انطاکیہ میں اور ان دونوں افواج نے درج ذیل مقامات پر اپنے مراکز بنا رکھے تھے۔ نمبر ایک انطاکیہ: یہ رومی سلطنت کے دور میں شام کا دارالسلطنت تھا۔ دوسرا قِنَّسْرِین: یہ شام کی سرحد ہے جو شمال مغرب میں فارس کے مقابل پڑتی ہے۔ تیسرا حِمْص: یہ شام کی سرحد ہے جو شمال مشرق میں فارس کے مقابل پڑتی ہے۔ چوتھا۔ عمان: بَلْقَاء کا صدر مقام یہاں مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا۔ پانچواں اجنادین: یہ فلسطین کے جنوب میں روم کا عسکری مرکز تھا جو بلادِ عرب کی مشرقی اور مغربی سرحدوں اور حدودِ مصر سے ملتا تھا۔ چھٹا قَیْسَارِیَّہ: یہ فلسطین کے شمال میں حیفا سے تیرہ کلومیٹر پر واقع ہے اور اسکے کھنڈر ابھی تک باقی ہیں۔ رومی ہائی کمان کا مرکز انطاکیہ یا حمص تھا۔

......☆......☆......☆......

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ۔ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے، کاش کہ وہ جانتے

اگر تم دنیا کے آرام و آسائش کی تلاش میں پڑ گئے تو پھر

آہستہ آہستہ یہی چیزیں تمہارا مطلوب و مقصود ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی یاد آہستہ آہستہ دل سے نکل جائے گی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 12 اگست 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا کیا ذریعہ ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو تو سادگی اور قناعت ہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہی چیزیں ہیں جو تمہیں خدا کا قرب دلانے کا باعث بنتی ہیں۔

سوال دنیا کی آرام و آسائش میں پڑ کر کیا حاصل ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر تم دنیا کے آرام و آسائش کی تلاش میں پڑ گئے اور اس قدر پڑ گئے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا بھی بھول گئے تو پھر آہستہ آہستہ یہی چیزیں تمہارا مطلوب و مقصود ہو جائیں گی اور مستقل طور پر اللہ تعالیٰ کی یاد آہستہ آہستہ دل سے نکل جائے گی۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں کیا بیان فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے وَمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (سورۃ ص: 87) یعنی میں تکلف کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ آپؐ کے قول کے ساتھ ساتھ آپؐ کا ہر فعل بھی تصنع اور بناوٹ سے پاک تھا، تکلف سے پاک تھا۔ ہر عمل میں سادگی بھری ہوئی تھی۔

سوال آخرت کے گھر کے متعلق قرآن کریم نے کیا فرمایا؟

جواب قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا هٰذِهِ

اَلۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَہۡوٌ وَّلَعِبٌ۔ وَاِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ لَہِیَ الۡحَیَوَانُ۔ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ (العنکبوت:65) اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے۔ کاش کہ وہ جانتے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی اور عاجزی کا کیا عالم تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے تو وہ دوپہر کا وقت تھا۔ دھوپ شدت کی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سائے میں تشریف فرما ہوئے۔ لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو آپؐ کے ہم عمر ہی تھے۔ اہل مدینہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے اکثر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے قبل نہ دیکھا تھا۔ لوگ آپ کی طرف آنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ کی وجہ سے آپ کو نہ پہچانتے تھے۔ آپ اس قدر سادگی اور عاجزی کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ سب لوگ ابوبکرؓ کو رسول اللہ سمجھنے لگے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ محسوس کیا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی چادر سے سایہ کرنے لگے جس سے لوگوں نے جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے تکلفی اور سادگی کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوسری کون سی روایت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ سفر میں تھے، راستہ میں کھانا تیار کرنے کا وقت آیا تو ہر ایک نے اپنے اپنے ذمہ کچھ کام لئے۔ کسی نے بکری ذبح کرنے کا کام لیا، کسی نے کھال اتارنے کا، کسی نے کھانا پکانے کا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنگل سے لکڑیاں لے کر آؤں گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم کافی ہیں، ہم لے آتے ہیں۔ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا: مَیں جانتا ہوں لیکن مَیں یہ امتیاز پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو ناپسند کرتا ہے جو اپنے ساتھیوں میں امتیازی شان کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہو۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ مل کر اُنکے کاموں میں کس قدر مدد کیا کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ احزاب میں خندق کھودنے کے دوران ایک جگہ سے دوسری جگہ مٹی لے جاتے ہوئے دیکھا اور مٹی نے آپؐ کی پیٹ کی سفیدی کو ڈھانپ لیا تھا۔

سوال جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام کا مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آئے، رات کا وقت تھا، ہم بستروں پر لیٹ چکے تھے تو حضورؐ کے تشریف لانے پر ہم اٹھنے لگے تو آپؐ نے فرمایا نہیں لیٹے رہو۔ پھر آپؐ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے۔ کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ حضور کے قدموں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے سوال سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ جب تم بستروں پر لیٹنے لگو تو 34 دفعہ اللہ اکبر کہو، 33 بار سبحان اللہ اور 33 بار الحمد للہ کہو۔ یہ تمہارے لئے نوکر سے بہتر ہے، ملازمین رکھنے سے بہتر ہے۔

سوال حضرت فاطمہؓ کی شادی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہیز میں کیا دیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب حضرت فاطمہؓ کی شادی ہوئی ہے انتہائی سادہ شادی تھی۔ جہیز میں آپؐ نے جو چیزیں حضرت فاطمہؓ کو دیں ان میں ایک ریشمی چادر تھی اور ایک چمڑے کا گدیلا تھا جس میں کھجور کے پتے یا ریشے بھرے ہوئے تھے۔ آٹا پیسنے کی ایک چکی تھی، ایک مشکیزہ تھا اور دو گھڑے تھے۔ کُل یہ جہیز تھا جو آپؐ نے دیا۔ اور اس طرح سادگی کی اعلیٰ مثال قائم کی، ان کو بھی بتایا کہ سادہ رہو اور قناعت کرنے کی عادت ڈالو۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی کے متعلق مزید کون سی روایت حضور انور نے بیان کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک بار حضرت عمرؓ آپؐ سے ملنے گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جب حضرت عمرؓ اندر آئے تو آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ مکان سب خالی پڑا ہے اور کوئی زینت کا سامان اس میں نہیں ہے۔ ایک کھونٹی پر تلوار لٹک رہی ہے یا وہ چٹائی ہے جس پر آپؐ لیٹے ہوئے تھے اور جس کے نشان آپؐ کی پشت مبارک پر بنے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ ان کو دیکھ کر رو پڑے۔ آپؐ نے پوچھا: اے عمر! تجھ کو کس چیز نے رُلایا؟۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ کسریٰ اور قیصر تو تنعّم کے اسباب رکھیں اور آپ جو خدا تعالیٰ کے رسول اور دو جہان کے بادشاہ ہیں اس حال میں رہیں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! مجھے دنیا سے کیا غرض؟ مَیں تو اس مسافر کی طرح گزارہ کرتا ہوں جو اونٹ پر سوار منزل مقصود کو جاتا ہو۔ ریگستان کا راستہ ہو اور گرمی کی شدت کی وجہ سے کوئی درخت دیکھ کر اسکے سایہ میں ستا لے اور جونہی کہ ذرا پسینہ خشک ہو وہ چل پڑے۔

سوال اگر کوئی غریب آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت میں بلاتا تو آپ کیا کرتے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر کوئی غریب آدمی بھی آپ کو دعوت پر بلاتا تو آپ ضرور جاتے اور غریب کے تحفے کی بھی قدر کرتے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوراک کس طرح کی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سہل بن سعدؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تادم آخر کبھی چھنے ہوئے آٹے کی چپاتی نہیں دیکھی۔ اس پر مَیں نے پوچھا کیا تمہارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں چھلنیاں نہیں ہوا کرتی تھیں۔ انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے اپنی بعثت سے لے کر وفات تک چھلنی نہیں دیکھی۔

سوال حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوراک کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے علم میں نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی طشتریوں میں کھانا کھایا ہو اور نہ ہی آپ کیلئے کبھی چپاتیاں پکائی گئی ہیں، اور نہ کبھی آپ نے تپائی (چھوٹی میز سامنے رکھ کر اونچی چیز پر) لگا ہوا کھانا باقاعدہ کھایا ہو۔ تو قتادہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس پر کھانا کھایا کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ دستر خوان پہ۔ یعنی زمین پہ کپڑا بچھا لیتے تھے اور اس پہ بیٹھ کے کھانا کھایا کرتے تھے۔

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان)

مسل نمبر 10899: مَیں راجہ مزمل رشید ولد مکرم عبد الرشید ڈار صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 7/مئی 2001ء پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: علی گڑھ (یوپی) مستقل پتا: شورت ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: محمد بشارت خان   العبد: راجہ مزمل رشید   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10900: مَیں مدثر احمد ولد مکرم ریاض احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹھیکیداری تاریخ پیدائش 14/جنوری 2002، پیدائشی احمدی، ساکن ننده کا نگلہ دھنولی ضلع آگرہ صوبہ یوپی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ٹھیکیداری ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان   العبد: مدثر احمد   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10901: مَیں جمیلہ بیگم زوجہ مکرم سلیم احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی، ساکن ننده کا نگلہ دھنولی ضلع آگرہ صوبہ یوپی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد درج ذیل ہے۔ حق مہر -/10,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان   الامۃ: جمیلہ بیگم   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10902: مَیں رابعہ خان بنت مکرم ببلو خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش یکم جنوری 2001ء پیدائشی احمدی، ساکن ننده کا نگلہ دھنولی ضلع آگرہ صوبہ یو.پی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان   الامۃ: رابعہ خان   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10903: مَیں قیصرہ خلت زوجہ مکرم عارف احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 17/ستمبر 1992 پیدائشی احمدی، ساکن ساندھن ضلع آگرہ صوبہ یوپی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/80,000 روپئے بذمہ خاوند، ایک عدد طلائی انگوٹھی۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: محمد بشارت خان   الامۃ: قیصرہ خلت   گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 10904: مَیں شعیب احمد ولد مکرم اسد اللہ خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم تاریخ پیدائش 6/اپریل 2001ء پیدائشی احمدی، ساکن ساندھن ضلع آگرہ صوبہ یوپی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان   العبد: شعیب احمد   گواہ: منصور احمد مسرور

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 2 - March - 2023 Issue. 9

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم خدا کی راہ میں مارے جانے کو اپنے لیے عین راحت اور خوشی محسوس کیا کرتے تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ کرام کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

مکرم محمد رشید صاحب شہید ضلع گجرات، مکرمہ امانی بسام مجلّاوی صاحبہ، عزیزم صلاح عبدالمعین قطیش آف اسکندرون، ترکی اور مکرم مقصود احمد منیب صاحب (مربی سلسلہ، کوئٹہ، پاکستان) کی وفات پر مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24؍فروری 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بدری صحابہ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان میں سے بعض صحابہ کے متعلق بعض باتوں کا ذکر رہ گیا تھا جو میں آج بیان کروں گا جس کے بعد بدری صحابہ کے بارے میں یہ سلسلہ جو میں بیان کرنا چاہتا تھا وہ ختم ہو جائے گا۔

حضور انور نے سب سے پہلے حضرت عامر بن ربیعہ کے متعلق فرمایا کہ ان کے بیٹے عبداللہ بن عامر بن ربیعہؓ اپنی والدہ حضرت امِّ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں، اُمِّ عبداللہ بیان کرتی ہیں کہ ہم حبشہ کی طرف کُوچ کرنے والے تھے اور عامر بن ربیعہؓ کسی کام کے سلسلے میں کہیں گئے ہوئے تھے کہ حضرت عمرؓ جو کہ ابھی حالت شرک میں تھے وہاں آ نکلے۔ اُنہوں نے ہم سے پوچھا کہ کیا روانگی ہے؟ میں نے کہا ہاں! اللہ کی قسم۔ ہم اللہ کی زمین میں جاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ ہمارے لیے کشادگی پیدا کر دے۔ تم لوگوں نے ہمیں بہت دُکھ دیا اور ہم پر بہت سختیاں کی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ تمہارا نگہبان ہو! وہ کہتی ہیں کہ میں نے اُس دن حضرت عمرؓ کی آواز میں وہ رِقّت دیکھی جو پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ ہمارے کُوچ کرنے نے اُنہیں غمگین کر دیا تھا۔ حضرت عامرؓ جب واپس آئے تو میں نے اُن سے کہا کہ کیا آپؓ نے ابھی عمرؓ اور اُن کی رِقّت کو دیکھا۔ حضرت عامرؓ نے جواب دیا کہ کیا تُو اُن کے مسلمان ہونے کی خواہشمند ہے؟ پھر اُنہوں نے کہا کہ خطاب کا گدھا مسلمان ہو سکتا ہے لیکن وہ شخص اسلام نہیں لا سکتا۔ حضرت لیلیٰ یعنی اُم عبداللہ کہتی ہیں کہ عامرؓ نے یہ بات اُس نا اُمیدی کی وجہ سے کہی تھی جو اُن کو حضرت عمرؓ کے اسلام کی مخالفت اور سختی کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ اُن کے والد حضرت عامر بن ربیعہؓ نے بتایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کسی سریہ میں روانہ فرماتے تھے تو ہمارے پاس زادِ راہ صرف کھجور کا ایک تھیلہ ہوتا تھا۔ امیر لشکر ہمارے درمیان ایک مٹھی بھر کھجور تقسیم کر دیتے تھے۔ آہستہ آہستہ وہ ختم ہو جاتی تو پھر ایک کھجور ایک آدمی کو ملا کرتی تھی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے والد سے پوچھا کہ ایک کھجور کیا کفالت کرتی ہو گی؟ اُنہوں نے کہا کہ ایسا نہ کہو کیونکہ اُس کی اہمیت ہمیں اُس وقت معلوم ہوتی جب ہمارے پاس وہ بھی نہ ہوتی۔

حضرت عمرؓ جب جابیہ تشریف لے گئے تو حضرت عامرؓ ساتھ تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عمرؓ کا جھنڈا حضرت عامرؓ کے پاس تھا۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ کی وفات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن علامہ ابن عساکر کے نزدیک 32؍ہجری والی روایت زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ آپؓ کی وفات کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپؓ اپنے گھر میں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کا جنازہ گھر سے نکلا۔

حضرت عبداللہ بن عامرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے بنو فزارہ کی ایک عورت سے دو جوتے حق مہر پر نکاح کر لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو جائز قرار دیا۔ اپنے والد سے ہی ایک اور روایت میں وہ بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے سفر میں اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر رات کو نفل پڑھے اور آپؐ کا منہ اُسی طرف تھا جس طرف اونٹنی جا رہی تھی۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس مرتبہ سلامتی بھیجتا ہے۔ پس اب تمہاری مرضی ہے کہ مجھ پر کم درود بھیجو یا زیادہ درور بھیجو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ مجھ پر سلامتی کی دعا کرتا اور جب تک وہ اس حالت میں رہتا ہے فرشتے بھی اُس پر سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ پس بندے کے اختیار میں ہے کہ چاہے تو زیادہ مرتبہ سلامتی کی دعا کرے اور چاہے تو کم۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا ذکر ہے حضرت حرام بن ملحانؓ کا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ خدا کی راہ میں مارے جانے کو اپنے لیے عین راحت اور خوشی محسوس کیا کرتے تھے۔ وہ حفاظ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ایک قبیلے میں تبلیغ کیلئے بھیجا تھا اُن میں حضرت حرام بن ملحانؓ بھی تھے۔ وہ اسلام کا پیغام لے کر کفار کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس گئے۔ شروع میں کفار نے منافقانہ طور پر اُن کی آؤ بھگت کی لیکن بعد میں کسی خبیث نے پیچھے سے حضرت حرام بن ملحانؓ پر نیزے کا وار کیا جس سے وہ گر گئے اور گرتے ہی اُن کی زبان سے بے ساختہ نکلا اللہ اکبر۔ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنی کعبہ کے ربّ کی قسم! مَیں نجات پا گیا۔ پھر کفار باقی صحابہؓ پر بھی حملہ آور ہو گئے اور سوائے دو کے باقی سب کو شہید کر دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعات بتاتے ہیں کہ صحابہؓ کیلئے موت بجائے رنج کے خوشی کا موجب ہوتی تھی۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا ذکر ہے حضرت سعد بن خولہؓ کا۔ عامر بن سعدؓ اپنے والد سعد بن وقاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر میری عیادت فرمائی۔ بیماری کے باعث میں موت تک پہنچ گیا تھا۔ مَیں نے کہا کہ میری تکلیف آپؐ دیکھ رہے ہیں۔ میری وارث میری بیٹی کے سوا کوئی نہیں۔ میرے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا کہ تیسرا حصہ صدقہ کر دو۔ پھر فرمایا کہ وارثوں کو اچھی حالت میں چھوڑنا محتاج چھوڑنے سے بہتر ہے۔ اللہ کی راہ میں جو بھی خرچ کرو گے تمہیں اُس کا اَجر دیا جائے گا یہاں تک کہ ایک لقمہ بھی جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو اس کا بھی اَجر دیا جائے گا۔ حضرت سعد بن خولہؓ ہجرت کے بعد مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا ذکر ہے حضرت ابو الہیثم بن التیہانؓ کا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مَیں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرنے والا ہوں۔ ہم کس طرح آپؐ کی بیعت کریں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میری اس بات پر بیعت کرو جس پر بنی اسرائیل نے موسیٰ کی بیعت کی۔ آپؓ جنگ میں دو تلواریں لٹکایا کرتے تھے اس لیے آپؓ کو ذوالسیفین بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے جنگ صفین میں شہادت پائی تھی۔

حضور انور نے فرمایا: پھر ذکر ہے حضرت عاصم بن ثابتؓ کا۔ امام رازی نے لکھا ہے کہ جنگ احد میں جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے اُن میں حضرت عاصم بن ثابتؓ بھی شامل تھے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا ذکر حضرت سہل بن حُنیفؓ انصاری کا ہے۔ جنگ احد میں قریب رہنے والوں میں حضرت سہل بن حُنیفؓ کا بھی ذکر ہے۔ حضرت عمیر بن سعیدؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے ان کی نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں پڑھیں۔ لوگوں نے تعجب کیا تو فرمایا کہ یہ سہل بن حُنیف ہیں جو اہل بدر میں سے ہیں اور اہل بدر کو غیر اہل بدر پر فضیلت ہے۔ میں نے چاہا کہ تمہیں ان کی فضیلت بتا دوں۔

پھر حضرت جبار بن صخرؓ کا ذکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ڈیڑھ سو صحابہ کے ہمراہ بنو طے کے بُت فُلس کو گرانے کیلئے روانہ فرمایا۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو کالے رنگ کا جھنڈا اور سفید رنگ کا چھوٹا پرچم عطا فرمایا۔ حضرت علیؓ صبح کے وقت آل حاتم پر حملہ آور ہوئے اور اُن کے بت فُلس کو ختم کر دیا۔ اس سریہ میں لِواء حضرت جبار بن خضرؓ کے پاس تھا۔

حضور انور نے صحابہ کے ذکرِ خیر کے بعد پاکستان، برکینا فاسو اور الجزائر کے احمدیوں کیلئے دعائیں کرنے اور صدقات پر زور دینے کی تحریک فرمائی۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم محمد رشید صاحب شہید (ضلع گجرات)، مکرمہ امانی بسام مجلّاوی صاحبہ اور عزیزم صلاح عبدالمعین قطیش آف اسکندرون، ترکی اور مکرم مقصود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ، کوئٹہ، پاکستان کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر فرمایا اور بعد نماز جمعہ تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔ ☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad